ام سادات بخاریہ، جلال الدین والملت، مخدوم اعظم، ثانی حیدر، میر بزرگ

ابو احمد حضرت سید جلال الدین حیدر میر سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی ۶۹۰ھ/۱۲۹۱ء)

کے حالاتِ زندگی پر اولین تفصیلی و تحقیقی کاوش

# مخدوم اعظم



مؤلف

سید کامران بخاری (صاحب سلاسل خمسہ)

ساداتنگر وڈ پگہ شریف پشاور

email: kamranalishah11@gmail.com
cell:/ WhatsApp 0092 345 786 9256

تنظیم السادات پاکستان

الفتح اکیڈمی اینڈ ریسرچ سینٹر پشاور

www.bukharis.org

آدم ساداتِ بخاریہ، جلال الدین والملت، مخدوم اعظم، ثانی حیدر، میر بزرگ

## ابواحمد حضرت سید جلال الدین حسین میر سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی ۶۹۰ھ/۱۲۹۱ء)

کے حالاتِ زندگی پر اولین تفصیلی و تحقیقی کاوش

# مخدومِ اعظم

**ضروری نوٹ:**

یہ کتابچہ درحقیقت مخدوم اعظم کتاب کی تلخیص ہے جو کہ **340** صفحات پر مشتمل ایک مکمل تفصیلی و تحقیقی کتاب ہے۔ عرس شریف پر حاضری کی غرض سے اس کا اہتمام کیا گیا مکمل کتاب کی طباعت وسائل میسر آتے ہی کردی جائے گی۔ ان شاءاللہ۔ اس مختصر مجموعہ میں تمام اہم حوالہ جات جو کتب سیٔر میں درج تھے ان کو یکجا کیا گیا ہے، اور تاریخی حقائق کو پیش کر کے ہر ذی شعور انسان کو سوچنے کا موقع دیا گیا ہے۔ مطالعہ کے بعد سامعین کو یہ بات شدت سے محسوس ہوگی کہ ہمیں اپنے اجداد پر تحقیق اور صحیح روایت کو سامنے لانے کے لئے فوری طور پر کام کرنا ہوگا۔ تمام اصل قلمی کتب کی طباعت اور سوانح پر کام کی اہمیت ہر ایک پر عیاں ہے۔ تمام محبان اولیاء اللہ خصوصاً سادات بخاریہ کے ہر فرد کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اس کام کو ایک مشن سمجھ کر آگے آئیں اور ہمارا ساتھ دیں۔

دعاجو:

کفش بردارِ درِ مخدوم جہانیاں

سید کامران بخاری

email: kamranalishah11@gmail.com
cell:/ WhatsApp 0092 345 786 9256

الفتح اکیڈمی اینڈ ریسرچ سینٹر پشاور

www.bukharis.org

نام کتاب: مخدوم اعظم
مصنف: سید کامران علی شاہ بخاری
تعداد اشاعت: ایک ہزار
اشاعت: ۱۷ جمادی الاول/۱۴۳۹ھ/2018ء
زرتعاون: -/150 روپے
مطبع:

معاونین:
تنظیم السادات پاکستان
مخدوم جہانیاں فاؤنڈیشن
الفتح اکیڈمی اینڈ ریسرچ سینٹر وڈپگہ شریف پشاور

ملنے کا پتہ:
ڈاکٹر سید تصویر حسین شاہ بخاری۔ اسلام آباد
03345414649

سید کامران بخاری، پشاور
0345 786 9256

شجرہ نویس اچ شریف خلیفہ شمیم عباس
03453612514

# فہرست

| عنوان | صفحہ نمبر |
| --- | --- |
|  |

| عنوان | صفحہ نمبر |
|---|---|

# معنون

نبی ذی حشم، رسول محترم ومکرم
شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین، عالم علوم اولین وآخرین
علیہ الصلوۃ والتسلیمات کے

## والدین کریمین

اورخصوصاً پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادگانِ والاشان
سیدنا وسندنا وشفیعنا حضرت ابراہیم علیہ السلام، سیدنا قاسم علیہ
السلام، سیدنا طیب علیہ السلام، سیدنا طاہر علیہ السلام
کی پاک ہستیوں کومعنون کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہوئے
اپنے والد بزرگوار آغہ سید محسن شاہ بخاری مرحوم ومغفور سے لے کر

قطب الاقطاب، تاجور مشائخ سرحد

## غازی سید فتح محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ سے

مفخر آدم ساداتِ بخاریہ، مخدوم اعظم، جلال الدین والملت، ابو احمد

## حضرت سید جلال الدین حسین میر سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تک تمام شجرہ کے بزرگان کوبشمول ازواج وبنات
ایصال ثواب کرنے کی برکت حاصل کی جاتی ہے

# تقدیم

از

وارث علوم جہانگشت، فخر المشائخ

ڈاکٹر دیوان سید فرحت حسین شاہ بخاری، جلال پور کھاکھی

**الحمد لله والصلوة والسلام علی رسول الله و علی آله واصحٰبه ومن تبعهم احبهم احب الصالحین ولست منهم. جعل الله یر زقنی صالحاً**

یہ عاجز عرض پرداز ہے کہ قطب عالم سید السادات مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم شریعتِ اقوال پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علم طریقت افعال پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ علم حقیقت احوال پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا جاتا ہے۔ جو شخص علمِ شریعت وطریقت و حقیقت تینوں کا عالم یعنی قولاً فعلاً وحالاً متبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہے وہ مقربین میں ہوتا ہے۔ ان مقربین میں سب سے اول صحابہ واہل بیت تھے کیونکہ ان کو صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سعادت حاصل تھی۔ زمانۂ تابعین میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ان مقربین کو صوفی کہا جانے لگا۔

**فاما ان کان من المقربین (ای من الصوفین)**

ان کو صوفی اس لئے کہا گیا کہ یہ لوگ مقربین روز قیامت اللہ تعالی کے روبرو پہلی صف میں ہونگے

**لانهم کانو فی الصف الاول بین یدی الله عزوجل یوم القیامه**

جو قولاً فعلاً وحالاً متبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہو وہ مقرب، صوفی یا ولی نہیں ہوسکتا۔

**ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله**

ان مقربین (صوفیا میں بخارا سے ھند ہجرت فرمانے والے حضرت قطب الاقطاب میر سرخ جلال اعظم جلال الدین حسین قدس سرہ الاقدس ایک ایسا روشن نام مبارک ہے کہ جن کا اپنا اور ان کی اولاد مبارکہ کا فیض علم و عرفان نہ صرف ھندو پاک بلکہ ہند کے باہر بھی پھیلا۔

ہندو پاک کا کوئی شہر ایسا نہیں جہاں آپ کی اولاد تشریف نہ لے گئی ہو اور جہاں آپکا فیض نہ پہنچا ہو۔

ہندو پاک کی کئی اقوام نے آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔ آپ کا سہروردی المشرب اور حنفی المذھب ہونا اظہر من الشّمس ہے۔

خاندان بخاری کی تاریخ بنوامیہ و بنوعباس کے دور کی تاریخ کی طرح نہیں بلکہ یہ ان سلاطین وقت کے دور میں رقم طراز ہوئی جو بخاری خانوادہ کے مشائخ کے ادب میں اس وقت تک تعظیماً کھڑے رہتے جب تک ان کی سواری کی دھول نظر آتی رہتی تھی۔

حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ اشراف مدینہ منورہ نے مجھ سے پوچھا

ائیُّ مذھبک

(آپ کا مذھب کیا ہے)

میں نے کہا

مذھب ابو حنیفه الیٰ اجداد فی بخارا (جامع العلوم ص ۳۵۸، مطبوعه دھلی)

(میں، میرے اجداد جو بخارا میں ہیں ان تک مذھب ابوحنیفہ پر ہوں)

آپ کو شب قدر کی سعادت میراث میں پہنچی حضرت مخدوم جہانیاں فرماتے ہیں،

"شب قدر دعا گو را از میراث رسیده است با جمله اجداد تا امیر المومنین علی تا حضرت رسالت۔ والد دعا گو خرد بود وبرادران دیگر ازو بزرگ بوده اند۔ ایں نعمت بدو رسید، ازو مرا رسید۔(جامع العلوم۔ ص ۳۰۱)"

یعنی ''دعا گو کو شب قدر میراث میں ملی ہے، من جملہ اجداد کے تا امیر المومنین حضرت علی تا رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دعا گو کے والد چھوٹے تھے ان کے دوسرے برادران بڑے تھے مگر یہ نعمت ان کو پہنچی اور ان سے مجھ کو۔''

حضرت صاحبزادہ سید محمد محی الدین کامران بخاری دامت برکاتہ کی تحریر دیکھ کر انتہائی مسرت ہوئی اور دل سے قبلہ شاہ صاحب کے لئے دعا نکلتی ہے یہ تحقیقی کاوش پہلی دفعہ حضرت مخدوم اعظم سید حسین جلال الدین حیدر میر سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ جدامجد ساداتِ بخاریہ کے احوال پر منظر عام پر آئی ہے۔

قبلہ شاہ صاحب حضرت غازی بابا قطب زماں سید فتح محمد شاہ صاحب بخاری قدس سرہ کی اولاد سے ہیں جو حضرت شیر شاہ جلال الدین سرخ قدس سرہ کے بارہویں پشت سے ہیں اور اوچ شریف سے ۹۸۵ھ کے نامساعد حالات میں ہجرت فرما کر پشاور کے ایک دیہات میں مقیم ہوئے۔

اور وہاں سلسلہ عالیہ حسینیہ جلالیہ سہروردیہ کی شمع روشن فرمائی۔

اور آپ کے قدوم منور کی برکت سے وہاں ایک گاؤں آباد ہوا جہاں علم وعرفان کا سرچشمہ پھوٹا اور متلاشیان علم وطریقت آج تک وہاں سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قبلہ شاہ صاحب کو اجداد کرام کے فیوضات وبرکات سے نوازے اور مقربین و واصلین میں سے فرمادے۔

آمین وبجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

عاجز خاکپائے حضرت سرخ پوش

ڈاکٹر فرحت حسین بخاری

جلالیہ فارم ہاوس جلال پور کھاکھی

شجاع آباد، ملتان

# عرض مولف

## حَامِداً وَ مُصَلِّیاً وَ مُسلِماً

**اما بعد فاعوذبالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم**

آدم ساداتِ بخاریہ، جلال الدین والملت، جلال اللہ حضرت سید حسین جلال الدین سرخ پوش بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ والا صفات ہی ساداتِ بخاریہ کی منبع و مرکز ہے۔ آپ کی شرافت، عظمت اور مقام ولایت کسی سے چھپی ہوئی نہیں۔ آپ آدم ساداتِ بخاریہ ہیں، آپ کی اولاد میں ایسے ایسے نامور اولیاء ہوئے ہیں کہ جن کا تذکرہ تو درکنار صرف اسماء ہی لکھنے بیٹھ جائیں تو الگ سے ایک کتاب ہو جائے۔

فی زمانہ بھی سینکڑوں آستانے، خانقاہیں اور علمی و روحانی مراکز پوری دنیا میں آباد و درخشاں ہیں۔ جو آپ کی اولادِ حقیقی ہیں اور دین مبین و اسلاف کے طریقہ پر چل کر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

لیکن طرفہ تماشہ یہ کہ آپ کی سوانح پر تحقیق نہیں کی گئی۔ کوئی ایک کتاب بھی جو صرف آپ کی سوانح پر مشتمل ہو مجھ عاجز کو میسر نہیں آئی۔ کافی علماء سے پوچھا، مشائخ سے دریافت کیا، سب نے یہی جواب دیا کہ آپ کی ذات پر کوئی الگ سے کتاب موجود نہیں۔ یہ بات کسی المیہ سے کم نہیں کہ شخصیت ایسی عظیم المرتبت کہ

جن کا نام نامی اسم گرامی سونے کے حروف سے لکھنے کے قابل،

جو پیدائشی ولی ہوں،

جن کی تعلیم و تربیت کے لئے خاص اہتمام من اللہ کروایا گیا ہو،

جن کی معصومیت کو بھی اس کا رب حق کر دے،

(یعنی چار سال کی عمر میں مردہ دفنانے کا سن کر معصومیت سے مردے کو کہیں کہ اٹھ بھاگ تجھے مٹی میں دفنانے جا رہے ہیں اور وہ مردہ اللہ کے فضل و کرم سے زندہ ہو جائے اور چالیس سال

تک زندہ رہے)

جن کے بچوں کے رزق کے لئے ہرنی آ کر خود دودھ دے کر جاتی ہو،

جن کو فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا مقام عطا ہو کہ جس طرح نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات جس کھجور کے تنے کے ساتھ کچھ عرصہ کھڑے ہوں وہ ہمہ صوت گفتگو کرنے لگے، اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لکڑی کا پیالہ بھی آپ کے ہمراہ رہنے کے بعد نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے فیضان سے ہمہ صوت یعنی آواز کے ساتھ ذکر کرنے لگا ہو،

جن کے چہرے کو دیکھ کر کافر کلمہ پڑھ لیتے ہوں،

جو پتھر پر کلمہ شریف پڑھ کر کنویں میں پھینکیں تو کنویں کا پانی کلمہ پڑھنے لگے،

اور نہ صرف اس کنویں کا پانی بلکہ وہ پانی جس جس انسان و نبات کو مس کرے وہ بھی کلمہ طیبہ پڑھنے لگے،

جس ہستی کا ہرایک قدم، ہر ہر لمحہ، ہر ہر کام، ہرایک سفر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلمیات کے حکم وارشاد پر ہی ہوتا ہو۔ اسی عظیم المرتبت شخصیت کی سوانح پر کام نا کیا جائے یہ ایک تاریخی ظلم سے کم نہیں ہے۔

دیکھا جائے تو آپ کے خانوادے کو خصوصاً حضرت سیدی سلطان علی المویدرحمۃ اللہ علیہ سے لے کر حضرت جلال الدین حسین جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ تک جتنی عزت و بزرگی حیات ظاہری میں نصیب رہی اتنا ان شخصیات کے بعد ان پر کام نہیں کیا گیا۔ یہاں تک کہ اس خانوادے کی کتب تک کو عام نہیں کیا جا سکا۔

یہ ناچیز تو انٹرنیشنل این جی اوز میں اپنا کامیاب کیریئر بنا چکا تھا، اور بفضلہٖ تعالیٰ و حبیبہ کنٹری کوارڈینیٹر تک کی پوسٹ پر تھا جہاں وہ صرف باہر ممالک میں رپورٹ کرتا، مقامی تمام انتظامیہ اس عاجز کو رپورٹ کرتی تھی۔

تقریباً سات سال قبل اس ناچیز کو جب اپنے اجداد کی کتب و تعلیمات کی نوکری کے لئے منتخب کیا گیا۔ (مالکوں کو نوکروں کی کمی نہیں، ان کی کرم نوازی ہے کہ اس عاجز سے کام لے

رہی ہے ورنہ عاجز علماء ومشائخ کا کفش بردار بھی کہلایا جائے تو اپنی قسمت پر نازاں ہوں گا۔)

الغرض کتب کی تلاش شروع ہوئی اور یکے بعد دیگرے فتوحات کا سلسلہ جاری ہو گیا، اوراس مشن میں ایسا نشہ میسر آیا کہ دنیا و مافی ھا کا ہوش ہی نا رہا۔الحمدللہ اب تک علم الانساب، اور سوانح اولیاء پر دس ہزار سے زیادہ کتب اکھٹی ہو چکی ہیں جن میں سیکڑوں سکین شدہ قلمی نسخے شامل ہیں۔

قابل ذکر قلمی کتب جو میسر آئیں درجہ ذیل ہیں:

۱: خلاصۃ الالفاظ جامع العلوم

تالیف سید علاؤالدین سہروردی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(ملفوظات جلال الحق حضرت سید جلال الدین حسین مخدوم جہانیاں جہان گشت رحمۃ اللہ علیہ)

اس کتاب کا ترجمہ مکمل ہو چکا ہے، کمپوزنگ بھی ہو چکی، وسائل میسر آتے ہی ان شاءاللہ جلد از جلد چھاپ کر پیش کر دی جائے گی۔

۲: تحفۃ السرائر

تحفۃ السرائر (ملفوظات مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ)

تالیف فخر محمد غزنوی

ذی قعدہ ۷۷۷ھ میں حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، سات دن صحبت اختیار کی ہر روز تنہائی میں ہونے والی گفتگو روزانہ کی بنیاد پر قلم بند کی اور سِر یکم (پہلا راز) سِر دوئم (دوسرا راز).....ہفت اسرار پر مشتمل ملفوظات کا خزانہ لکھا۔

۳: تحفۃ الملوک

گرداوری، لعل بن جمال شاہ حجام۔ مجموعہ رسال میں شامل ہے۔ حضرت مخدوم کے شاگردوں کی تالیف ہے۔

۴: چراغ العاشقین (ملفوظات مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ)

دس ابواب پر مشتمل کتاب ہے

۵: خزانہ جلالی، خزانہ جواہر جلالی

گرداوری فضل اللہ بن ضیاء العباسی م ۷۸۱ھ کی کتاب ہے۔اس کے ترجمہ پر بھی کام جاری ہے۔

۶: خزانہ الفوائد جلالیہ (ملفوظات مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ)

احمد مدعو بہ بہاؤالدین یعقوب بن محمود سلیمان کی تالیف ہے۔

۷: سراج الھدایہ

گرداوری احمد برنی (احمد بن معین سیاہ پوش دہلوی) تالیف ۷۷۲ھ۔بعض لوگ مولف کا نام عبداللہ بھی تحریر کرتے ہیں

۸: سفر نامہ (مسافر نامہ،سیر نامہ)

گرداوری حضرت سید محمود بنگالی مرید سید مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ

آٹھ مرتبہ حرمین الشریفین کی زیارت،حریمین شریفین کے علاوہ مصر،شام،شہر ہائے فلسطین، الجزائر، بخارا،خراسان اور گازرون کے سفر کا حال درج ہے۔

۹: مظہر جلالی رمظہر الجلالیہ (ملفوظات مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ)

گرداوری صلاح الدین شاہ

۱۰: مکتوبات جہانیاں جہانگشت رمقرر نامہ:

۴۲ مکتوبات کا مجموعہ ہے جو تاج الدین احمد بن معین سیاہ پوش دہلوی کو تحریر فرمائے۔

مکتوبات کا موضوع تصوف،اخلاق،تزکیہ نفس ہے۔

۱۱: جامع الطرق

حضرت برہان الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرزند ارجمند حضرت محمود نرناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ یعنی حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے مبارک کی لکھی ہوئی قلمی کتاب ہے۔

جس میں سرکار کی طریقت اور خرقہ ہائے خلافت کی تفصیل درج ہے۔

۱۲: ان کے علاوہ بھی کچھ مزید کتب جن کا مقام اور موجودگی پتہ چل چکی ہے عنقریب میسر آجائیں گی۔جن میں ......مرأت جلالی......سفر نامہ (جو کہ زیادہ تاریخی اور نایاب نسخہ

ہے )اور......دیوان حضرت صدرالدین راجن قتال رحمۃ اللہ علیہ قابل ذکر ہیں۔

اس عاجز جیسا نالائق، کم علم اور بے بساط و بے مائع بندہ صرف عجز، صدق و جزبہ خدمت لے کر نکلے اور اتنی کرم نوازی ہو جائے۔ یہ صرف اور صرف جلال الحق کریم کی کرم نوازی ہی ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

یہ جو کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ بھی انہی کی نگاہ اور کرامت ہے۔

ہم نے ارادہ کیا تھا کہ عرس شریف کے موقع پر ایک چھوٹا سا پمفلٹ چھاپ کر عرس شریف میں حاضری لگا لیں گے۔ اور ارادہ یہ کیا کہ جامع العلوم شریف میں جہاں جہاں حضرت سید مخدوم اعظم میر سرخ بخاری رحمۃ اللہ کا ذکر آیا وہ اقتباسات پیش کر دیتے ہیں۔

نعیم اختر قمر مجددی صاحب سے جو اس پر نظر ثانی فرما رہے تھے ہم نے درخواست کی کہ،" آپ دوبارہ سے ان ملفوظات کو ذرا مزید سہل اور عام فہم زبان میں تحریر کر دیجئے تا کہ پڑھنے والے کو سرور ملے اور ان ملفوظات او تعلیمات کی طرف مائل ہو سکیں۔

کوئی دس صفحات پر مشتمل کتابچہ مرتب ہوا اور ناچیز کے ذمہ مختصر تذکرہ مخدوم اعظم شیر شاہ جلال رحمۃ اللہ علیہ مرتب کرنا تھا۔ جسے انتہائی اختصار سے ہی لکھنے کی کوشش کی گئی۔اور نتیجہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

سب سے اہم اور حلفیہ گزارش یہ ہے کہ اس سب کاوش میں اس نا کارہ کی کوئی ذاتی بڑی تحقیق شامل نہیں، سینکڑوں اولیاء کرام، علماء عظام، محققین کی کتب موجود تھیں خصوصاً کچھ اس دور کے فاضل علماء و محققین جنہوں نے مضامین کی شکل میں اور اپنی دیگر کتب میں کافی محنت کر کے کام کیا تھا، اور ایسے موتی پروئے تھے کہ ہر ہر موتی بیش قیمت اور نایاب تھا، اس فقیر نے صرف ان سب موتیوں کو پرو کر ایک مالہ آپ کے ذوق کی نظر کی ہے......فقط۔

نیز اس میں بہت زیادہ تحقیق طلب مقامات ہیں جو تھوڑی سی محنت سے کھل جائیں گے، ان شاء اللہ۔ بہت ساری تحقیقات پیش کر کے نتیجہ نہیں اخد نہ کرنے کی وجہ یہی ہے کہ یہ اولین کاوش ہے، اس پر مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔

یہاں اگر کچھ شخصیات کا شکریہ ادا نہ کیا جائے تو بہت نا سپاسی ہوگی۔سب پہلے حضرت صاحبزادہ سید تصویر حسین شاہ بخاری ( قادری،سہروردی،ابوالعلائی، جہانگیری،چشتی )، وارث علوم جہانگشت جناب سید دیوان فرحت شاہ بخاری، عالم بے بدل جناب نعیم اختر قمر مجددی،سید ضمیر الحسن نقوی،خلیفہ شمیم عباس،اسد حسین نقوی، جناب عنایت مولا اویسی،سید بو علی شاہ بخاری اور ہمارے محترم بھائی محمد علی چشتی صاحب جو کتاب کی طباعت کے حوالے سے لاہور پریس میں قلیدی کردارادا کیا۔خصوصاً استاد محترم علامہ حکیم حسین شاہ بخاری اور مشفق و مہربان سید محمد انور شاہ قادری صاحب جنہوں نے چار گھنٹے مسلسل عنایت فرمائے اور پوری کتاب کو دیکھا اوراصلاح فرمائی۔سب سے زیادہ مفخر سادات،نورِشریعت وطریقت حضرت پیر سید نورالحسنین قادری گیلانی مدظلہٗ جن کی دعائیں اورحوصلہ افزائی نے اس قابل بنایا۔

قلتِ وقت کے پیش نظر بہت سی کوتاہیاں ہوگئی ہوں گی،نشاندہی فرمانے پر مشکور ہوں گا، نیز علماءو محققین اپنی آراء،وتبصرہ جات ضرور بھیجیں۔دوسراایڈیشن ان شاءاللہ مفصل ہوگا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے،معاشرے کواسلام کے حقیقی نور سے منور کیا جائے،اور یہ تب ہی ممکن ہوگا جب ان بزرگوں کی تعلیمات کو عام کیا جائے۔

مذکورہ بالا تمام کتب کے تراجم کروا کر اصل قلمی کتاب کی تصاویر سمیت چھاپ کر ان کو گھر گھر پہنچا کر اس دور کی لا دینی اور دین سے دوری کے اندھیرے کو روشنی میں تبدیل کر دیں۔

آیئے اپنے اسلاف کی امانت کو اگلی نسل تک منتقل کرنے میں اپنا کردارادا کریں

الراجی الی رحمۃ الباری

سید کامران بخاری،کان اللہ لہٗ

وڈپگہ شریف پشاور

رابطہ: 03457869256

ای میل: kamranalishah11@gmail.com

ویب سائٹ: www.bukharis.org

# تقریظ

سادات کرام کی اس دنیا میں پہچان صرف اور صرف تبلیغ اسلام کے حوالے سے ہی ہے۔ اور دنیا انہیں کے دم سے نور اسلام سے منور ہے۔ اسلام کی حقیقی روح کو سمجھنے کے لئے ہمارے پاس واحد ذریعہ سیرت سادات عظام ہی ہے اگر چہ تاریخ کے تلخ وشیریں حقائق تحریری اور تقریری ابلاغ پہ پابندیوں سے روح اسلام کو متاثر کرتے رہے، مگر کسی بھی باد مخالف سے متاثر ہوئے بغیر اگر کسی گروہ انسانی نے اسلام کی حقیقت کو اپنی زندگی اور اسوۂ حسنہ سے بتدریج دنیا کو مطلع کیا اور نورِ اسلام سے کائنات کو منور کرتا رہا وہ اہل بیت عظام ہی کا تھا اور رہے گا۔

برصغیر پاک وھند میں جہاں سے نہ صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوشگوار ہوا کے جھونکے کی پیشن گوئی فرمارکھی ہے تمام اصحاب اور اھل بیت کا رجحان بھی اسی طرف رہا۔ مگر یہ سعادت صرف اولیاء کرام کے حصے میں آئی جن میں......

☆ سید عبداللہ شاہ غازی، کلفٹن کراچی،
☆ سید علی ھجویری (داتا گنج بخش)،
☆ صفی الدین گازرونی،
☆ غریب نواز خواجہ سید معین الدین چشتی اجمیری،
☆ سید عثمان مروندی (لعل شہباز قلندر)،
☆ بہاؤالدین زکریا ملتانی شامل ہیں

لیکن یہ باب تمام بلند وبالا شخصیات کے ذکر کے باوجود نا تمام رہے گا جب تک کہ سید جلال اعظم سرخپوش اور انکی اولاد پاک کا تذکرہ شامل نہ کیا جائے۔

جہاں سید جلال الدین مخدوم جہانیاں پہ چند کتب میسر ہیں یہ عجیب احساس دلانے والی

حقیقت ہے کہ مادرزادولی، مخدوم اعظم، آدام سادات بخاریہ کی ذات پر کوئی ایسی کاوش نہیں کی گئی۔

عزیزم صاحبزادہ سید کامران بخاری وارث علوم مخدوم فتح محمد شاہ بخاری وڈ پگہ شریف پشاور کی کاوش انتہائی قابل ستائش ہے۔اس سلسلے میں تنظیم السادات پاکستان اور خدام دربار عالیہ اچ شریف کے تعاون کا بھی بطور خاص ذکر و تشکر انتہائی بروقت ہوگا۔

میں سمجھتا ہوں کہ عزیزم سید کامران بخاری صاحب نے نہ صرف اپنا حق ادا کیا بلکہ تمام سادات بخاریہ کی طرف سے بھی ایک ذمہ داری نبھائی ہے۔تمام سادات بخاری کی طرف سے میں انکا بے حد مشکور ہوں اور دعا گو ہوں کہ اپنی اس کاوش کو جاری رکھتے ہوئے مزید نورِ اسلام کی روشنی سے امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلوب اذہان کو منور کرتے رہیں۔

آمین ثم آمین

کرنل ریٹائرڈ،

ڈاکٹر سید تصویر حسین شاہ بخاری

اسلام آباد

# تعارف مصنف

## غلام دستگیر

سٹاف رپورٹر ماہنامہ ہیرالڈ، ڈان گروپ آف نیوز پیپرز

برادرم سید کامران علی شاہ بخاری سے میرا تعارف 1997ء میں آستانۂ عالیہ قادریہ حسنیہ میں ہوا۔ جب یہ ناچیز وہاں بیعت ہوا اور آستانہ مبارک سے شائع ہونے والے پندرہ روزہ مجلّہ الحسن کی خدمت شروع کی۔

شاہ صاحب نہایت ہی حلیم الطبع، خاکسار اور کم گو شخصیت کے حامل ہیں۔ اُس وقت شاہ صاحب میٹرک کے طالبعلم تھے (اب تو ماشاء اللہ، ایم اے اسلامیات ہیں اور ایم فل کی تیاری کر رہے ہیں) اور روزانہ آستانہ عالیہ حاضری دیا کرتے۔

شاہ صاحب کے والد محکمہ مال میں سرکاری ملازم تھے، بچے کا شوق اور دین کی طرف رغبت دیکھ کر ساتویں جماعت میں ہی علامہ سید حکیم شاہ قادری بخاری کے حوالہ کیا جو روزانہ درس قرآن دیا کرتے اور علامہ حکیم شاہ صاحب ہی ان کے والد کی اجازت سے انہیں 1996ء میں یکہ توت شریف قادریہ سلسلہ کے بہت بڑے شیخ طریقت، عالم بے مثل اور ولی کامل ہمارے مرشد و مربی جناب عمدۃ المفسرین شیخ المحدثین امیر العصر حضرت سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی المعروف بہ مولوی جی رحمت اللہ علیہ سے بیعت کروانے لے گئے۔ شاہ صاحب سکول کے بعد یونیفارم میں ہی یکہ توت آجاتے اور سیدنا مولوی جی صاحب رحمت اللہ علیہ کے درس حدیث میں شرکت کرتے۔

ایف اے میں لائبریری سائنس کے طالب علم ہوتے ہوئے شاہ صاحب نے ''الحسن'' کا دس سالہ اعشاریہ 1992ء تا 2002ء (انڈیکس) مرتب کیا جو کہ ایک

ایف اے کی سطح کے طالب علم کے لئے ایک اعزاز کی بات ہے۔

دینی تعلیم میں موصوف نے قرآن پاک کی تفسیر اپنے گاؤں وڈ پگہ شریف کے مایہ ناز عالم دین علامہ حکیم حسین شاہ قادری بخاری سے پڑھی جو جو علامہ خضر حسین چشتی سیالوی منڈی بہاؤالدین کے مدرسہ سے فارغ التحصیل ہیں۔ نحو میر، صرف میر اور حدیث شریف اپنے پیرو مرشد جناب عمدۃ المفسرین شیخ المحدثین امیر العصر حضرت سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی المعروف بہ مولوی جی رحمت اللہ علیہ سے پڑھی۔ فقہ وڈ پگہ شریف کی مرکزی اور تاریخی جامع مسجد جو حضرت قطب الاقطاب غازی فتح محمد شاہ بخاری کے دور سے قائم ہے، کے پیش امام مناظر اسلام علامہ نبی گل نوری افغانی صاحب سے پڑھا۔

شاہ صاحب موصوف وڈ پگہ شریف کے بخاری سادات یعنی قطب الاقطاب حضرت غازی فتح محمد شاہ بخاری المعروف غازی بابا رحمت اللہ علیہ کی اولاد میں سے ایک معروف گھرانہ جن کو تمام خالصہ میں ''تخت بادشاہان'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ''تخت بادشاہان'' کی وجہ تسمیہ ان کے آستانہ پر موجود ایک بہت بڑا تخت تھا، جس پر ان کے بزرگ اپنی نشست رکھتے۔ تخت کے سائز کے متعلق یوں اندازہ لگا لیجئے کہ بقول شاہ صاحب اس تخت پر نماز کے وقت امام صاحب کے علاوہ سات، آٹھ مقتدیوں کی ایک صف نماز ادا کر لیا کرتی تھی۔

موصوف کو شاعری سے کافی شغف ہے اور ''کامران'' تخلص کرتے ہیں۔ آپ کا رجحان زیادہ تر نعت اور منقبت کی طرف ہے۔ باقاعدہ شاعری میں شاعر بے بدل محمد عبدالقیوم صاحب طارقؔ سلطان پوری مرحوم سے اصلاح لیتے رہے ہیں۔

عزیزم کامران شاہ صاحب کافی متحرک شخصیت کے مالک ہیں، مثلاً اپنے اسلاف واولیاء کرام کے محبت وامن کے پیغام اور دین مبین کی اصل روح

کوروشناس کرنے کی غرض سے ماہنامہ رسالہ مذہب امن پشاور جاری کیئے ہوئے ہیں۔

بزم درود شریف کے نام سے ایک سلسلہ چلا رہے ہیں، جس کے تحت روزانہ رجسٹرڈ ممبرز کو یاددہانی کا میسج اور بارگاہ رسالت مآب پر درود پاک پڑھنے کے فضائل کے متعلق میسج بھیجتے ہیں۔ جس سلسلہ میں اردگرد کے کئی دیہات کے نوجوان، بچے، خواتین روزانہ درود پاک پڑھ کر شاہ صاحب کو میسج پر ورد کیا گیا درود پاک بتا دیتے ہیں۔ ماشاء اللہ روزانہ کی بنیاد پر سوا کروڑ درود پاک ورد کیا جاتا ہے۔

اپنے جداعلیٰ نے نامِ نامی سے ایک اکیڈیمی بنا رکھی ہے، "الفتح اکیڈیمی اینڈ ریسرچ سینٹر" جس میں قرآن پاک کا ناظرہ، حفظ اور تجوید کا درس ہوتا ہے، ساتھ ہی ساتھ کمپیوٹر اکیڈیمی، ہفتہ وار درس قرآن وحدیث، اور اپنے اسلاف کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے کتب ورسائل کا اجراء کیا جاتا ہے۔

شاہ صاحب کی ایک نعت کے کچھ اشعار قارئین کرام کی نذر کرتا ہوں

فیض نعت رسول جاری رہے
ذکر حیدر، بتول جاری رہے

غوث و اصحاب کی اذکار کے ساتھ
مدحِ آلِ رسول جاری رہے

سنتِ رب و ملائک کے لئے
زندگانی کا طول جاری رہے

کامرانؔ قبر میں بھی کاش تیرے
لب پہ نعتِ رسول جاری رہے

پندرہ روزہ ''الحسن'' میں ملفوظاتِ غوث اعظم سے تحریر کا آغاز کیا، الحسن رسالہ میں ناچیز کے ساتھ خصوصی معاون اور پروف ریڈنگ کا کام بھی کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے اپنے مرشد کریم کا کافی قرب حاصل رہا۔ یہیں سے شاہ صاحب کی تحقیق وتحریر اور صحافت کی تربیت ہوئی۔

2003ء میں گریجویشن کے بعد سے سوشل سیکٹر میں ملازمت اختیار کر لی۔ اور دن دگنی رات چگنی طریقی کی منازل طے کرتے ہوئے مختلف غیر ملکی اداروں کے ساتھ اچھے عہدوں پر فائز رہے۔ حرمین شریفین کی حاضری کے علاوہ باقی بھی کافی دنیا گھوم چکے ہیں جن میں ایران، افغانستان، دبئ، ماسکو، سلاواکیہ یورپ، آسٹریا وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن گزشتہ چند سالوں سے سوشل سیکٹر کو خیر باد کہہ دیا اور باوجود یہ کہ اچھی ملازمت میسر آسکتی ہے، شاہ صاحب نے مکمل وقت اپنے اجداد کی کتب کے حصول، ان کی تعلیمات کی ترویج کو دے دیا ہے۔

طریقت میں ۹ سال مسلسل قادری سلسلہ میں بیعت وتربیت میں رہے، بعد ازاں قبلہ سیدی محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے تقریباً گیارہ سال بعد اپنے خاندانی سلسلہ سہروردیہ سمیت سلاسل خمسہ (قادری، سہروردی، نقشبندی، چشتی اور اویسی) میں خرقہ خلافت باذن واجازت دیگر مشائخ سے بھی قبول کیا۔ جس میں کرم بالائے کرم یہ کہ تمام خرقہ ہائے طریقت اولیائے کاملین نے گھر آ کر عطا کئے۔ جبکہ موصوف اپنے شیخ اوّل سے ہی سب سے زیادہ عقیدت ومحبت کا دم بھرتے ہیں۔

دعا ہے کہ شاہ صاحب کی یہ موجودہ کاوش اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ اور اسی طرح اولیاء کاملین کی تعلیمات وسوانح کو عام کرنے کے لئے توفیقات عطا فرماتا رہے۔

**آمین و بجاہ نبی الروف الرحیم علیہ تحیۃ والتسلیم**

# منقبت

آدم ساداتِ بخاریہ، مخدوم اعظم، جلال الدین والملت

## حضرت سید جلال الدین حسین میر سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

رہبرِ راہِ ہدایت حضرت سید جلال
ہادی ملک ولایت حضرت سید جلال

والی مُلک ولایت حضرت سید جلال
وارث تاج امامت حضرت سید جلال

مجمع فضل و کرامت حضرت سید جلال
مظہر نورِ الٰہی قطبِ عالم و اولیاء

مخزن صدق و صفا، معدن علم و حیا
خاتم از در تو خجالت ماندۂ کرم و عطا

شوق دیدار تو دارم روزِ مرا گرداں وصال
اے شہنشاہِ ولایت حضرتِ سید جلال

عالم علم لدنی مطلع انوارِ حق
واقف رمز نہانی کاشف اسرارِ حق

منبع برکات ایزد مورد اسرارِ حق
صاف کن لوح و قلم از صیقل رنگ و ملال

**اے شہنشاہِ ولایت حضرتِ سید جلال**

(شاعر: احمد یار مرحوم از چین)

# ہے جن کی ذات سے سب کا تعرف!

مفخر آدم ساداتِ بخاریہ، مخدوم اعظم، جلال الدین والملت

حضرت ابواحمد سید جلال الدین حسین میر سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی ۶۹۰ھ/۱۲۹۱ء)

سادات بخاریہ کے مورث اعلیٰ اور جد ہیں۔ایشیاء میں حضرت جلال اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کی وجہ سے حسینی ،نقوی سادات کو ایک الگ پہچان ملی اور وہ ''بخاری'' خانوادہ سے موسوم ہوئے۔

صاحب نزھۃ الخواطر ''عبدالحی بن فخر الدین الحسنی'' آ پکی تعریف میں قرطاس کو منور کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

**''کان عالماً کبیرا، عارفا فقیھا، زاھد اصالحا، منقطعا الی اللہ ، و کان یدرس، اخزعنہ خلق کثیرا من العلماء و المشائخ وبارک اللہ فی ذریۃ الصالحۃ نملا و آفاق الھند''**

''(حضرت جلال اعظم رحمۃ اللہ علیہ ) بہت بڑے جید عالم دین تھے، عارف باللہ اور بہت بڑے فقیہ تھے، زاہد (بہت بڑے عبادت کرنے والے ) اور صالحین میں سے تھے،اللہ کی ذات کے لئے خلق سے منقطع تھے،آپ خود بھی مدرس تھےاورآپ کے ہاں درس وتدریس کا وسیع سلسلہ بھی تھا،علماء ومشائخ کی کثیر تعداد نے آپ سے علمی و روحانی استفادہ کیا۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد میں بہت برکت رکھی، یہاں تک کہ پورا ھندآپ کے فیضان سے فیض یاب ہوا۔''

اسی طرح غیر مسلم سکالر "انا سوورو ا" اپنی کتاب مسلم سینٹس آف ساوتھ ایشیا، صفحہ 149 پر تحریر کرتیں ہیں:

Undoubtedly the most striking figure amongst Baha'uddin Zakariya's associates was his khali¯fa, Jalaluddin Surkhposh Bukhari (1198–1292), from whom begins the Ucch branch of the fraternity, called Surkh-Bukhari. Tradition ascribes to this mystic, who, judging by the nickname Surkhposh, used to dress himself in red clothes, the conversion of Chinghiz Khan himself to Islam. The legend says that on the way from Bukhara to India Jalaluddin was taken prisoner by the Mongols, who threw him into a fire. However, the saint came out of the flame unharmed, and this miracle made such an impression upon Chinghiz Khan that he adopted the true faith.

(MUSLIM SAINTS OF SOUTH ASIA
The eleventh to fifteenth centuries
Anna Suvorova)

یعنی "بلا شبہ حضرت بہاولدین زکریا کے ساتھیوں میں سے زیادہ منفرد ان کے خلیفہ جناب جلال الدین سرخ پوش بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) تھے۔

جن کی وجہ سے اچ شریف میں سرخ بخاری خانقاہ کی بنیاد پڑی۔ سرخ لباس کی وجہ سے ان کو سرخ پوش کہا جاتا تھا۔ ان کی ولایت بزرگی وجہ سے چنگیز خان جیسی شخصیت بھی مسلمان ہوگئی۔ روایت ہے کہ بخارا سے ھند آتے ہوئے راستے میں منگولوں نے جلال الدین بخاری کو آگ میں پھینکا، لیکن حضرت اس آگ کے شعلوں سے صحیح سلامت باہر نکلے، اس کرامت سے متاثر ہو کر چنگیز خان نے دین حقیقی کو قبول کرلیا۔"

یہاں ایک غیر مسلم سکالر ہونے کی حیثیت سے اس کو اہمیت دی گئی، باقی اس موضوع پر آگے تفصیلی بات ہوگی کہ چنگیز خان اور ہلاکو خان کا دور اور ملاقات ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔

# اسم گرامی:

حضرت مخدوم اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش پر آپ کے والدین نے آپ کا نام ’’حسین‘‘ رکھا اس واسطے آپ کا اسمِ مخصہ حسین تھا۔خزانہ جلالی،خزانہ جواہر جلالی (قلمی نسخہ جات جو عاجز کے پاس بھی موجود ہیں) میں واضح الفاظ کے ساتھ اسم مبارک حسین ہی درجہ ذیل الفاظ میں درج ہے،

’’جلال الحق والشرع والدین حسین بن احمد بن حسین‘‘۔

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دادا (مخدوم اعظم جلال الدین حسین میر سرخ بخاری) اور پوتا (مخدوم جلال الدین حسین جہانیاں جہاگشت) دونوں حضرات کے اصل نام ’’حسین‘‘ ہی ہیں۔

روحانی رابطہ،ص۔۲۸۲، نزهة الخواطر‘‘ جلداول،ص۔۲۱۵ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ’’حسین بن علی‘‘ لکھا ہے۔جبکہ ’’تاریخ الاولیاء‘‘ (از محمد علی بلخی) میں اسم گرامی ’’حسن‘‘ لکھا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا پیدائشی نام ’’حسین‘‘ ہی تھا۔باقی القاب ہیں۔ان میں سے جو القاب عوام میں سب سے زیادہ شہرت پا گئے وہ ’’جلال الدین‘‘ ’’حیدر‘‘ ’’میر سرخ بخاری‘‘ اور ’’سرخ پوش بخاری‘‘ ہیں۔یہ القاب اتنے مشہور ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد و امجاد میں موجود شجروں میں بھی اصل پیدائشی نام ’’حسین‘‘ کی بجائے صرف یہی القاب درج ہیں۔اس لئے اصل مخصہ اور پیدائشی نام بہت کم لوگوں کو یاد ہے۔دو القابات لکھنے اور پکارنے کی عادت میں یہ مغالطہ عام ہو گیا۔جلال الدین سرخ

پوش: دراصل دو القابات ہیں لیکن لگتا یوں ہے کہ جلال الدین نام اور سرخ پوش لقب ہو۔اسی طرح ''جلال الدین حیدر'' علیٰ ھذا القیاس......

# ولادت باسعادت:

آپکی ولادت ۵ ذولحجہ ۵۹۵ھ بروز جمعۃ المبارک بخارا شریف کی سر زمین پر ہوئی۔

# القابات:

خزینۃ الاصفیاء میں آپ کے آٹھ القابات درج ہیں:

۱: میر سرخ ۲: شریف اللہ ۳: ابو برکات

۴: ابو احمد ۵: میر بزرگ ۶: مخدوم اعظم

۷: جلال اکبر اور ۸: عظیم اللہ

(خزنیۃ الاصفیاء۔لاہور1908ء ص120-121)

جبکہ ان کے علاوہ بھی آپ کے چند القابات زبان زدِ عام ہیں جیسے

۹: سرخ پوش ۱۰: سرخ بخاری ۱۱: قطب کمال

۱۲: حیدر ۱۳: ثانی حیدر اور

۱۴: شیر شاہ جلال

# شجرۂ نسب:

مخدوم اعظم سید حسین جلال الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ

بن علی المؤید بن سید جعفر......بن سید محمد بن سید محمود

بن سید احمد بن سید عبداللہ......بن سید علی الاشقر بن جعفر الزکی

بن امام علی نقی علیہ السلام (ریاض الانساب، گلزار نقی صفحہ ١١٢)

کتاب بحر المطالب فی نسب آل ابی طالب (فارسی صفحہ ١٨٨) میں سید علی اشقر کی جگہ سید علی اصغر درج ہے۔

ایک اور قابل ذکر کتاب ''المعقبون من آل ابی طالب (جلد٢ صفحہ ٣٥ مطبوعہ ایران) میں بھی شجرہ مبارکہ اسی طرح درج ہے۔

گلزار سادات (صفحہ ٧٠) تصنیف سید فرزند علی شاہ ساکن بڈھیال قاضیاں پنجابی شاعری میں نسب کی کتاب میں بھی نسب نامہ یوں ہی ذکر ہے۔

قلمی شجرہ جات سادات نقوی بخاری وڈ پگہ شریف، اوچ شریف واوچ بلوٹ کے قلمی شجراجات میں بھی یہی ذکر ہے۔

جبکہ ''منبع الانساب'' میں شجرہ مبارک میں سید جعفر کو سید محمود کا بیٹا لکھا گیا جب کہ باقی سب شجرہ جات میں سید محمود آپ کے دادا جان ہیں اور سید محمد والد بزرگوار ہیں۔

(منبع الانساب، صفحہ ٣٣٧ طبع مدرسہ فیضانِ مصطفیٰ، علی گڑھ انڈیا)

# شجرہ شریف مفصل

بسمہٖ تعالیٰ

## سید جعفر ثانی الزکی رحمۃ اللہ علیہ:

سید جعفر ثانی الزکی رحمۃ اللہ علیہ امام علی نقی علیہ السلام کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ نے دو مستورات سے عقد کیا۔ بی بی خدیجہ سے علی اصغر تولد ہوئے۔ اور بی بی آمنہ سے موسیٰ تولد ہوئے۔ اور سید ہارون، سید یحییٰ صوفی اور سید ادریس کنیزان سے تولد ہوئے۔

سید جعفر الزکی المرتضی رحمۃ اللہ علیہ نے مستنصر باللہ عباسی کے عہد میں ۴ ربیع الاول ۲۷۱ھ میں وفات پائی اور سامرہ میں مدفون ہیں۔

## سید علی اصغر یا علی اشقر :

سید علی اصغر یا علی اشقر رحمۃ اللہ علیہ کی شادی بی بی غلام صفورہ پاکدامن بنت خدایاد خان سے ہوئی جن سے سید عبداللہ اور سید اسمعیل (جد سادات بھکری و گاذرونی) متولد ہوئے۔

آپ کی وفات ۵ صفر المظفر ۲۹۱ھ عہد مستکفی باللہ عباسی میں ہوئی اور جائے مدفن سامرہ ہے۔

# سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

سید عبداللہ نے دو نکاح کیے۔ایک بی بی رحمت بنت ابوتراب جن سے سید احمد پیدا ہوئے۔دوسرا بی بی جنت جن سے سید محمد شاہ اورسید شہاب الدین پیدا ہوئے۔

آپ نے ٦ ربیع الاول ۳۴۰ھ میں عہد راضی باللہ عباسی میں وفات پائی۔ بغداد جائے مدفن ہے۔

# سید احمد بن عبداللہ:

سید احمد بن عبداللہ کی دو بیویاں تھی۔ایک بی بی ہاجرہ بنت عبداللہ قریشی جن کے بطن سے سید مبارک اورسید محمود پیدا ہوئے۔دوسری بی بی بنت عبدالوہاب تھی جن کے بطن سے سید عبداللہ وسید محمد تولد ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۵ صفر المظفر ۳۸۰ھ درعہد مطیع باللہ عباسی میں وفات پائی بغداد میں مدفون ہیں۔

# سید محمود بن احمد:

سید محمود بن احمد عراق وعرب پھر بغداد سے ہوتے ہوئے بخارا تشریف لائے۔اور ایک مستور بی بی خدیجہ عقد میں لائے۔جن سے سید محمد متولد ہوئے۔

سید محمود نے ۲۱ جمادی الاول ۴۷۰ھ میں وفات پائی اور بخارا میں مدفون ہیں۔

# سید محمد بن محمود:

سید محمد بن محمود آپ ایک بی بی اللہ بندی کو نکاح میں لائے۔جس کے بطن سے سید جعفر

وسید محمد متولد ہوئے۔

آپ نے ۱۹ شوال المکرّم ۵۴۷ھ میں وفات پائی۔

## سید جعفر بن سید محمد:

سید جعفر بن سید محمد نے بی بی نور بانو سے عقد کیا۔ جن کے بطن سے سید علی المویدؒ۔ سید محمد اکبر۔ سید علی اصغر اور سید عبدالقادر پیدا ہوئے۔ سید علی المویدرحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ باقی تمام چھوٹی عمر میں وفات پا گئے۔

سید جعفر رحمۃ اللہ علیہ ۱۹ ذیقعد ۵۹۰ھ میں وفات پا گئے۔

## سید علی المؤید بن سید جعفر:

سید علی الموید بن سید جعفر کی چار بیویاں تھی۔ پہلی بی بی شہر بانو صاحبہ جن کے بطن سے سید مخدوم اعظم سید حسین جلال الدین حیدر میر سرخ پوش بخاری رحمۃ اللہ علیہ متولد ہوئے۔ دوسری بی بی آمنہ بنت عبداللہ شاہ شیرازی تھیں جن کے بطن سے سید احمد، سید حاجی حلیم، اور سید عبدالوہاب پیدا ہوئے۔ اور تیسری بی بی سے سید دُر جمال، سید دُر نہال (المعروف بڈھن جہانیاں)، سید دُر کمال، سید دُر بلال، سید دُر نوال پیدا ہوئے۔ اور چوتھی بی بی سے سید مقصود علی، سید مہر علی تولد ہوئے۔

آپ ۴ ذی الحجہ ۶۰۰ھ کو فوت ہوئے۔ آپ کا مزار بخارا میں ہے۔

(تاریخ اقوام پنجاب)

# بچپن اور ابتدائی تعلیم

سید مخدوم اعظم سید حسین جلال الدین میر سرخ بخاری مادر زاد ولی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کے ابتدائی ایام اپنے والد بزرگوار کی صحبت و تربیت میں گزرے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی تعلیم و تربیت انتہائی شاہانہ ماحول اپنے والد صاحب کے علاوہ بخارا کے جید علماء اور شاہی محل کے اساتذہ کے زیرِ نگرانی ہوئی۔

# سلطان محمد خدابندہ اور حضرت سلطان علی المؤید رحمۃ اللہ علیہ

سلطان محمد خدابندہ کو بعض کتب میں مخدوم اعظم علیہ رحمۃ کا سسر لکھا گیا ہے۔ ان تمام روایات کو اصل کتب کے حوالہ جات کے ساتھ پیش کر کے اس پر تحقیق پیش کی جا رہی ہے:

سلطان محمد خدابندہ سید مخدوم اعظم سید حسین جلال الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ کے نانا تھے، یہ بات ہمیں جس سب سے اولین کتاب میں ملتی ہے، وہ کتاب، ''انسابِ جلالی (قلمی) سید صفی الدین محمد شاہ بخاری اُچی کی ہے۔ یہ کتاب دسویں صدی ھجری کے اواخر اور گیارویں صدی ھجری کے اوائل میں تحریر کی گئی۔ اس قلمی کتا ب پر درج شدہ سنِ کتابت ۱۰۰۳ھ ہے۔ تقریباً ۴۳۵ سال پرانی کتاب ہے۔ بقول مصنف ''خطہءِ پاک اوچ''، ''صادق آباد (پنجاب۔ پاکستان) کے ایک

باذوق زمیندار میرزا زاہد حسین صاحب کے قیمتی کتب خانے کی زینت ہے۔ کتاب خطِ نستعلیق میں ہے۔ مگر آخری صفحہ شکستہ خط میں ہے۔ جا بجا کتاب پر حواشی بھی دئے گئے ہیں۔"

واقعہ کچھ یوں درج ہے،

"حاکم بخارا سلطان محمد خدابندہ بہت نیک، صوفی اور مسلکاً شیعہ انسان تھا۔ اس کی تین بیٹیاں تھیں۔ اس نے حسب منشا ایک بیٹی کی شادی سادات کرمان دوسری کی شادی سید جمال الدین سے کی جو رئیس سادات تھے اور تیسری کی شادی کے متعلق بھی سلطان کی خواہش تھی کہ کسی سادات کے عالی گھرانے ہو۔

سلطان محمد ہر سال عازمین حج کی مہمان نوازی فرمایا کرتے تھے۔ اس سال حج کے بعد سلطان قافلوں کی مہمان نوازی میں مصروف تھے کہ ان کو خواب میں ایک شبیع دکھائی گئی، کہ یہ سیدزادہ اس قافلہ میں موجود ہے اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کرو۔ سلطان نے دعوت کے دوران تمام قافلہ کے مہمان گرامی کو دیکھا پر وہ چہرہ نظر نہ آیا۔ پوچھا کہ کیا اس قافلہ سے کوئی ایسا بھی ہے جس نے ہماری دعوت قبول نہ کی ہو اور آج محل میں نا آیا ہو؟ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ ایک سیدزادہ سید علی المسو ید ہمارے ساتھی تھے جو یہاں نہیں آئے۔

سید علی المسو ید کو سلطان کی خصوصی درخواست پر محل بلایا گیا۔ فوراً پہچان لیا اور اپنی دختر کا نکاح ان سے کر دیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ سلطان نے امور سلطنت ہی سید علی المو ید رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیئے اور خود بطورِ وزیر سلطنت سید علی کی معاونت کرنے لگے۔

شہزادی کے بطن سے سید جلال الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ متولد ہوئے۔‘‘

یہ کہانی تو نہایت دلچسپ ہے لیکن تاریخی حقائق اس سے بلکل برعکس ہیں۔اولاً یہ کہ سلطان محمد خدا بندہ کا دور ہی مختلف ہے۔ساتویں صدی ہجری کے فوراً بعد (خدا بندہ اور ابوسعید) کا دور ہے۔اس زمانے میں خراسان اور ماوراء النہر کا علاقہ شیعیت کی زد میں تھا بلکہ شروع دن ہی سے ایران کی مانندان علاقوں میں اہلِ بیت کی محبت اوران کے ساتھ عقیدت کے جذبات عام ہو چکے تھے۔اس لئے خدا بندہ کا شیعہ ہونا کوئی امرِ بعید نہیں ہے۔ہسٹری آف پرشیا(History of Persia) کے مصنف سائیکس لکھتے ہیں کہ خدا بندہ کی ماں عیسائی تھی۔البتہ اس کی بیوی مسلمان تھی جس کے اثر سے اس نے اسلام قبول کرلیا۔لیکن ایک دفعہ جب ملک میں طوفان آیا اور لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ آفت اس کے اپنے مذہب سے انحراف کا نتیجہ ہے تو وہ پھر ڈانواں ڈول ہو گیا۔اس کے بعد وہ اپنی بیوی کی تحریک پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر گیا جہاں اس کو یہ بشارت ملی کہ وہ اسلام کے دامن سے وابستہ رہے۔ سائیکس کی رائے میں یہی واقعہ اس کے شیعہ ہونے کا باعث بنا۔خدا بندہ نے سلطانیہ کے مقام پر ایک مقبرہ اس غرض سے تعمیر کرایا تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے اجسادِ خاکی اس مقبرہ میں دفن کئے جائیں لیکن وہ اپنے اس ارادے میں کامیاب نہ ہو سکا البتہ اس کے مرنے کے بعد اسے (خدا بندہ کو) اس مقبرہ میں دفن کر دیا گیا۔‘‘

سلطان خدا بندہ اور حضرت سید جلال الدین حسین میر سرخ بخاریؒ کے زمانے میں کافی فرق ہے۔تاریخ بتاتی ہے کہ جب خدا بندہ تخت پر بیٹھا تو حضرت مخدوم سید

جلال الدین حسین میر سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی پچانوے (۹۵) سال کی عمر پانے کے بعد وفات کو بھی تیرہ (13) سال گزر چکے تھے۔ (یعنی خدا بندہ حضرت سید جلال الدین حسین میر سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے ۱۳ سال بعد تخت نشین ہوا۔ جبکہ حضرت علی المؤئید کا وصال ۶۱۵ھ میں ہوا ہے۔

مولانا شبلی نعمانی نے اپنی کتاب ''شعر العجم'' حصہ دوم کے شروع میں خدا بندہ اور اس کے اسلاف اور پیش رؤوں کی تخت نشینی کی جو تفصیل دی ہے وہ کچھ یوں ہے:۔

''چنگیز خان ایک غارتگر کی حیثیت سے اُٹھا اور اپنے فوری اور سرسری انتظامات کیلئے اس نے کچھ قاعدے بھی بنا لئے تھے۔ جو ''تورۂ چنگیز خانی'' کے نام سے مشہور ہیں۔ لیکن جب سلطنت کو استقلال ہوا تو شاہانہ نظم و نسق کی ضرورت پڑی۔ تاتاری لُوٹ مار کے سوا کچھ نہیں جانتے تھے اس لئے مسلمانوں سے اعانت کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ چنگیز خان (م ۶۲۴ھ) کے بعد اس کا بیٹا اوکتائی قاآن اور اس کے بعد چنگیز خان کا پوتا ہلاکو بن تولی بن چنگیز خان تخت نشین ہوا۔ ہلاکو نے محقق طوسی کو وزارت کا منصب دیا۔ رفتہ رفتہ مسلمانوں نے دربار پر قبضہ کر لیا۔ یہاں تک کہ ہلاکو خان کا بیٹا نکودار دار (782-780 ھ) خواجہ شمس الدین محمد، وزیرِ سلطنت کی ترغیب سے مسلمان ہو گیا۔ اور اپنا نام احمد رکھا۔ ترک اس پر بگڑ گئے اور ارغون خان (ہلاکو خان کا دوسرا بیٹا) کی افسری میں احمد خان کو گرفتار کر کے 680ھ میں قتل کر دیا۔ لیکن جب ارغون کا بیٹا غازان خان 694ھ میں تختِ حکومت پر بیٹھا تو وہ بھی مسلمان ہو گیا اور اس کے ساتھ ساٹھ ہزار ترک بھی مسلمان ہو گئے۔ غازان 703ھ میں مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی خدا بندہ (716-703 ھ) اور اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان ابو سعید (735-716ھ) بادشاہ ہوا۔ یہ تمام سلاطین

نہایت عادل، انصاف پسند، مدبر اور دین دار تھے۔ بالخصوص سلطان ابوسعید کے عدل و انصاف اور نظم و نسق کے قواعد اور آئین مساجد اور مدارس پر کندہ ہو کر مدتوں قائم رہے۔

سلطان ابوسعید نے 736ھ میں وفات پائی۔''

(شعر العجم حصہ دوم، ص۔۱۔۲)

تقریباً یہی حوالہ جات ہمیں ''تاریخ افغانستان'' کتاب کے صفحہ ص۔98-97 پر بھی ملتے ہیں جو کہ مولانا اسماعیل ریحان صاحب کی لکھی ہوئی ہے (ناشر: المنہل، اشاعت ۲۰۱۳ء)

مؤلف ''تذکرہ صوفیائے پنجاب (ص۔۱۷۰)، بحوالہ خزینۃ الاصفیاء، نیز گلزارِ محمدی، ص۔۴۶'' سید مخدوم اعظم سید حسین جلال الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو ''سلطان محمود'' بادشاہِ توران کی صاحبزادی بتایا گیا ہے۔

بستانِ مصطفیٰ، ص۔۱۳، میں ان کا نام ''شہر بانو'' لکھا ہے۔

سید ماجد فلوک شاہ بخاری، پیر خیل (کوہاٹ) کا غیر مطبوعہ کتابت شدہ نسخہ ''ساداتِ پیر خیل کوہاٹ'' کی تحقیق کے مطابق اس دور میں تاریخی حقائق کی بنا پر شاہِ بخارا کا نام، **طاہر بن یعقوب** تھا جو سید اسحاق الامیر ابن موسیٰ کاظم علیہ السلام کی نسل سے تھے......

مندرجہ بالا تاریخی تضاد قاری کو کسی نتیجہ پر پہنچنے کی اجازت نہیں دیتا۔ بہر حال اس پر مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ جو اگلے ایڈیشن میں ان شاءاللہ پیش کر دی جائے گی۔

واللہ ورسولہ اعلم

# بچپن میں مردہ زندہ کرنے کی کرامت:

خزینۃ الاصفیا جلد دوم (ص۔۳۵) اور حدیقۃ الاولیاء، ص۔۲۷ پر آپ کے بچپن کا ایک مشہور واقعہ درج ہے کہ ابھی آپ کی عمر چار سال کی تھی ایک دن آپ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے تو پاس سے ایک جنازہ گزرا۔آپ نے لوگوں سے پوچھا یہ کیا ہے جو لے جا رہے ہو مجھے بھی دکھاؤ۔ (آپ کے والد بزرگوار کی شان و عظمت کی بنا پر سب علاقہ آپ کے خانوادے کا بے پناہ ادب کرتا تھا۔ لہٰذا فی الفور میت کو آپ کے سامنے رکھ دیا گیا۔) آپ کے دریافت فرمانے پر، کہا گیا کہ یہ شخص فوت ہو گیا ہے، اس کی میت کو زمین رقبر میں دفنانے لے جا رہے ہیں۔ بچپن تھا، یہ سوچ کر پریشان ہو گئے، فرمایا زندہ کو تو نہیں دفناتے نا؟ بتایا گیا کہ جی ہاں زندہ لوگوں کو نہیں دفنایا جاتا صرف مرنے کے بعد ہی مردے کو دفنایا جاتا ہے۔آپ پر لرزہ طاری ہوا اور زبان گہر بار سے نکلا اے اللہ کے بندے اُٹھو ورنہ یہ تم کو زمین میں دفنا دیں گے۔ اُٹھو! اُٹھو!!......وہ مردہ فی الفور زندہ ہو گیا......اللہ اکبر۔ چالیس سال تک مزید زندہ رہا۔

جب یہ خبر آپ کے والد محترم کو ملی تو آپ نے سختی سے تنبیہ کی کہ اس طرح شریعت محمدی میں رخنہ آتا ہے آئندہ ایسا کام مت کرنا۔

پردہ داری شرع چاک میکنی! (تو شریعت کے پردے کو چاک کرتا ہے)

آپ نے فرمایا۔

''اگر ممانعت شما درمیان نیامدے دراین جا ہیچ کس نہ مردے واگر مردے زندہ شدے''

''اگر آپ کی ممانعت درمیان میں حائل نہ ہوتی تو اس جگہ کوئی شخص نہ مرتا اور اگر مرتا تو

زندہ ہو جاتا''

ایک روایت مظہر جلالی کے حوالے سے یوں بھی درج ہے

''گر قبلۂ من ناراض نشدے آئندہ در بخارا کسے راموت نیاید''

اگر میرے قبلہ والد محترم ناراض نہ ہوتے تو آئندہ بخارا میں موت کا منہ نہ دیکھا جاتا۔(خیر العباد، ص۔۱۳۸)

## جوانی سے پہلے 1500 علماء کا پیوند کرنا/مرید ہونا

حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ملفوظات میں ارشاد فرمایا کہ،'' جب بھی سالک کسی کی بیعت کرنا چاہے تو دیکھے کہ اس کے اطوار شریعت مطہرہ کے مطابق ہیں یا نہیں، آسان طریقہ یہ ہے کہ یہ دیکھ لیا جائے کہ اس کے مریدوں میں علماء دین ہیں یا نہیں'' یعنی علمائے دین اور باشرع اشخاص کا پیوند کرنا بیعت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ شیخ شریعت کے مطابق زندگی گزارتا ہوگا۔

حضرت جلال اعظم سید جلال الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اس حوالہ سے ایسی روایت ملتی ہے کہ جس کی مثال شاید ہی کہیں اور ملے وہ یہ کہ جوانی میں ہی/شادی سے قبل آپ کے مریدین میں 1500 سو سے زیادہ علماء شامل ہو چکے تھے......سبحان اللہ

## والدِ بزرگوار کا انتقال

سید مخدوم اعظم سید حسین جلال الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ نے بیس (۲۰) برس کی عمر تک اپنے والد ماجد سے مروجہ علوم حاصل کئے۔ ۶۱۵ھ میں والد کا انتقال ہوا۔ اور باقی مروجہ

علومِ ظاہری علمائے وقت سے اور باطنی علوم اولیائے وقت سے حاصل کیں۔ چالیس برس کی عمر تک بخارا میں مقیم رہے۔ اگرچہ زیارات کا سفر فرماتے رہے۔

# فرائض خدمت در نجف اشرف

سید جلال الدین حیدر اپنے والد کے دست بیعت تھے۔ اور آپ کے والد محترم نے اپنی زندگی میں آپ کو دستار مبارک، جبہ وعصا، کاسہ چوبی، تسبیح، مصلیٰ و دیگر تبرکات سے نواز کر نجف اشرف کے سفر پر روانہ کیا۔

آپ نجف اشرف میں مولا کائنات، امیر المومنین، اسد اللہ غالب جنابِ علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کے مزار مقدس پر بطور مجاور فرائض خدمت انجام دیتے رہے اور کسب فیض کرتے رہے۔ باب المدینۃ العلم سے روحانی فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔

# بیت المقدس شریف کی حاضری

بعض کتب نے لکھا ہے کہ آپ نجف اشرف شریف سے فلسطین تشریف لے گئے،

پھر مدینہ منورہ روضہ رسول خداؐ پر بھی جاروب کشی کے فرائض انجام دیئے اور آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ پھر بیت المقدس گئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام اور دیگر انبیاء کے مزارات پر بھی فرائض خدمت سر انجام دیتے رہے۔

# مدینہ طیبہ حاضری

پھر مدینہ واپس آئے تو آپ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیٹھے تھے کہ کسی نے پوچھا آپ کون ہیں تو آپ نے کہا کہ میں سید ہوں۔ سادات مدینہ و خادم روضہ نے آپ سے سید ہونے کا ثبوت مانگا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے روضہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب جا کر کہا۔

**السلام علیک یا جدی**

''اے میرے جد (نانا جان) آپ پر سلام ہو''

روضہ اطہر سے آواز آئی

**علیک السلام یا ولدی قرۃ عینی و سراج کل امتی .انت منی و من اھل البیتی.**

''تم پر بھی سلام اے میرے بیٹے، تم میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو اور میری ساری امت کے لئے چراغ ہو۔ تم مجھ سے اور میری اہل بیت میں سے ہو۔''

یہ آواز سن کر تمام سادات مدینہ و خادم روضہ نے آپ کی تعظیم و تکریم کی اور لوگوں نے آپ سے ملاقات کی اور بیعت کی۔ (مظہر جلالی قلمی کتاب)

اس سے ملتی جلتی ایک روایت سید بشیر حسین صاحب بخاری نے بھی اپنی کتاب '' تاریخ جلالیہ'' میں مخدوم جہانیاں جہانگشت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں نقل کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ دادا اور پوتا کے ہم نام ہونے کی وجہ سے اس روایت میں اشکال ہوا۔

اس امر کی تفصیل اس طرح سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ ملفوظ المخدوم میں حضرت مخدوم جلال

الدین جہانیاں جہانگشت اپنے الفاظ میں جو کہ بالکل الگ اور مختلف واقعہ ہے۔ یوں بیان فرماتے ہیں:

20 ماہ رمضان شب جمعہ وقت تہجد 781ھ کے واقعہ کا اقتباس پیش خدمت ہے،

''فرمایا کہ جس وقت دعا گو مدینہ منورہ میں تھا تو روضہ مقدس نبوی میں جاتا مواجہ شریف کی طرف سے سلام کرتا اور اسی جگہ مشغول ہو جاتا تھا زیارت کرنے والے دعا گو کے آگے تکلیف سے گزرتے تھے میں نے روزہ مقدسہ سے آواز سنی **ولدی لاتقم بین یدی زواری** یعنی اے میرے فرزند۔ تو میرے زائرین کے روبرومت کھڑا ہو۔ پس میں اس جگہ سے دور ہو گیا اور گوشہ روضہ میں دیوار کے آگے (قدمین شریفین) میں مشغول ہو گیا۔ میں نے تحقیق کر لیا کہ آواز رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور یہ بات دن میں بحالت بیداری تھی۔ پس اس بات کو مدینے کے شرفاء (واولیاء) نے سنا یہ خبر منتشر ہو گئی۔ لوگوں نے یقین کر لیا کہ دعا گو سید ہے بشہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''

ایک دوسری جگہ انہی ملفوظات میں درج ہے کہ شیخ مدینہ عبداللہ مطری رحمۃ اللہ نے بھی کشف کے ذریعے سنا اور وہ تشریف لا کر قدیمین شریفین میں لے گئے اور مقامات کی نشاندہی بھی کروائی جہاں سے شیخ کبیر سلام پیش کرتے تھے۔

# منگولوں کے بادشاہ سے ٹاکرہ اور اس کے بیٹے کا مشرف بہ اسلام ہونا

جب آپ واپس بخارا جا رہے تھے تو منگولوں کے بادشاہ سے راستے میں ٹاکرہ ہو گیا حافظ سید عثمان مروندی سخی لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے ہمراہ

تھے۔بادشاہ نے آپ سے پوچھا آپ کون ہیں تو سید مخدوم اعظم سید حسین جلال الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سید ہیں تو اس نے کہا کہ سید تو ختم ہو گئے ہیں تو سید جلال الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ ساز جملہ ارشاد فرمایا۔کہ ہم سادات تم جیسے ظالموں کے ظلم کو ظاہر کرنے اور جو کچھ ہمارے اوپر بیتا بتانے کے لیے زندہ ہیں۔

غصہ میں آکر سید مخدوم اعظم سید حسین جلال الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ کو آگ میں ڈال دیا لیکن آگ کا آپ پر کوئی اثر نہ ہوا۔جسے دیکھ کر بادشاہ کا بیٹا مسلمان ہو گیا۔

# اولادِ شیر شاہ جلال کے لئے بخشش کی نوید

آپ رحمۃ اللہ علیہ مجرد تھے شادی قبول نہیں کرتے تھے۔ایک دن ہاتف نے ندا دی، ''اے جلال الدین ،شادی قبول کرلو کیونکہ آپ کی نسل سے ۱۲ ہزار قطب پیدا ہوں گے ۔آپ کو آدم ثانی کے لقب سے نوازا گیا ہے۔''۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، ''کہ میں گنہگار ہوں اور میری اولاد بھی عاصی ہو گی۔میں قیامت میں شرم سار ہوں گا۔''۔ندا آئی کہ، ''اللہ تعالی غفور رحیم ہے۔اپنے فضل و کرم سے تیری اولاد کو بخش دے گا۔''

# پہلی شادی

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات میں تین شادیاں کیں۔

پہلی شادی بخارا میں کی۔جس سے آپؒ کے دو بیٹے سید علی اور سید جعفر پیدا ہوئے۔

دوسری شادی بھکر میں آکر کی۔جس سے سید محمد غوثؒ پیدا ہوئے۔

تیسری شادی بھی بھکر میں کی، جس سے سید احمد کبیرؒ اور سید بہاوالدین معصوم رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔

تفصیلی تذکرہ ٹائم لائن کے حساب سے آگے درج کیا جائے گا۔

جیسا کہ ذکر ہو چکا کہ آپ کی والدہ ماجدہ کی نسبت مؤرخین اور تذکرہ نگاروں کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے عین اسی طرح پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ازواج کے بارے میں بھی تذکرہ کی کتابوں اور تاریخ وسیرت کی کتابوں میں بہت اختلاف موجود ہے۔ مسئلہ اس وقت زیادہ سنجیدہ ہو جاتا ہے جب ہر کوئی بغیر کسی حوالے کے ایک نیا نام گھڑ لیتا ہے۔ ہم چاہیں گے کہ قارئین کے سامنے وہ تمام روایات اور بیانات کا ذکر کریں جو تا حال ہمارے علم میں آئے ہیں تا کہ صورتِ حال واضح ہو سکے۔

نمبر۱۔ ''بخارا میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی سید قاسم بخاری کی صاحبزادی ''فاطمہ'' سے ہوئی''۔ (خطہ پاک اوچ، ص۔۲۰۳، خیر العباد، ص۔۱۳۸)

نمبر۲۔ ''چنانچہ آپ نے بی بی حافظہ علامہ بنت سید قاسم شاہ، بادشاہِ بخارا سے شادی کر لی''۔ (گلزارِ محمدی، ص۔۵۱)

نمبر۳۔ ''پہلے سید قاسم، جو بخارا کا امیر کبیر تھے، اس کی لڑکی سے شادی ہوئی جس کا نام ''تاج بی بی تھا'' (انسابِ ساداتِ چونیاں، ص۔۲۰)

نمبر۴۔ ''روایات صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت سید جلال الدین کے پانچ فرزند تھے اول سید علی، دوم سید جعفر، جو بخارا کے بادشاہ کی بیٹی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔'' (حدیقۃ الاولیاء، ص۔۷۳)۔

نمبر۵۔ ''سید علی اور سید جعفر، سید جلال الدین حسین میر سرخ بخاریؒ کے بڑے فرزند

تھے، بخارا کے بادشاہ کے نواسے تھے۔شاہِ بخارا کا نام، طاہر بن یعقوب تھا جو سید اسحاق الامیر ابن موسیٰ کاظم کی نسل سے تھا۔(سید ماجد فلوک شاہ بخاری، پیر خیل (کوہاٹ) کا غیر مطبوعہ کتابت شدہ نسخہ''ساداتِ پیر خیل کوہاٹ'')

یہ تمام روایات اس حقیقت کی طرف دلیل ہیں کہ ندائے ہاتفی (فرشتے کی آواز) کے بعد آپ نے پہلی شادی کر لی، جس سے سید علی رحمۃ اللہ علیہ اور سید جعفر رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔

# تبلیغی سفر کا آغاز

## مقام نیابت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گزشتہ تذکرہ ایک ولی کامل کی پیدائش سے ولایت اور شادی کے حالات پر مشتمل تھا اب آگے کا سفر حیات اس موڑ پر آ گیا کہ جب ولی کامل کو فضل عظیم حاصل ہوتا ہے اور اس سے نبی پاک علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات اپنی امت کی اصلاح، فلاح اور خدمت کا کام لینا چاہتے ہیں۔ پھر اس کو مقامات عُلیاء نصیب فرمائے جاتے ہیں اور روحانی، دنیاوی اور اخروی ہر لحاظ سے یوں نوازا جاتا ہے جن کا احاطہ عقل وخرد کے بس کی بات نہیں۔

درحقیقت ایسی ہی شخصیت حقیقی طور پر نائب رسول ہوتی ہے۔ جس طرح حقیقت محمدی کو سمجھنا ممکن نہیں اسی طرح آپ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے نائبین کا مقام ومرتبہ بھی حدودِ عقل انسانی کی سمجھ سے بالاتر ہے۔

آپ بخارا میں رشد و ہدایت اور بندگان خدا کی رہنمائی فرما رہے تھے، ہزاروں لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی منازل طے فرما رہے تھے۔ خاندانی پس منظر کے ساتھ ساتھ آپ کی اپنی ولایت و بزرگی اور فیاضی کی وجہ سے آپ کا حلقہ احباب کافی وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا تھا کہ ایک دن آپ کو خواب میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے تبلیغی سفر کا اذن ملتا ہے، چنانچہ آپ نے فوراً سفر کا آغاز فرماتے ہیں۔

تحفۃ الکرام میں ہے کہ ”جس وقت حضرت جلال الدین میر سرخ رحمۃ اللہ علیہ با کھر پہنچے تو اس وقت ان کے ہمراہ ان کے دو فرزند علی اور جعفر بھی تھے“ جس سے آپ کے ہمراہ دو صاحبزادگان کا شریک سفر ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

سید علی اس وقت کم سن، شیر خوار تھے۔ رخت سفر باندھا، سامان میں پانی کا ایک پیالہ بھی ساتھ تھا۔ اس پیالے کا ذکر الگ سے آگے کیا جائے گا یہ پیالہ بھی بہت کمالات کا حامل ہو گیا۔ ہمہ صوت یعنی آواز کے ساتھ ذکر کرتا تھا۔

الغرض گزشتہ تذکرہ سے آپ کو اندازہ ہو چکا ہوگا کہ حضور جلال اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا کتنا وسیع حلقہ ہوگا، والد صاحب کی بزرگی، پھر اپنا حلقہ ارادت اتنا وسیع کہ اس دور میں اس کی نظیر ملنا مشکل تھا۔ **1500** علماء آپ کے اس وقت مرید تھے جب آپ کی ابھی شادی بھی نہیں ہوئی تھی...... اب ایسے حالات میں اچانک ایک علاقہ کو چھوڑ کر منزل کے تعین بغیر صرف کم سن بچوں کو ساتھ لیتے ہوئے، گھر سے نکلنا ایک بہت بڑا اور مشکل ترین کام تھا۔ سرزمین بخارا نے انتہائی رقت آمیز مناظر دیکھے۔ گھر والے، بچے، خلفاء، مریدین و تلامذہ/شاگرد سب کے سب زار و قطار رو رہے تھے۔

سرکار مخدوم اعظم رحمت اللہ علیہ کی عظمت کو سلام، حکم کے بعد اگلی رات اپنے گھر میں نہ گزاری اور روانہ ہو گئے۔

# ہرنی کا آپ کے بچے کو دودھ دینا

سفر کر کے بخارا سے آپ ایک جنگل میں قیام پزیر ہوئے، آپ کا چھوٹا شیر خوار صاحبزادہ صاحب سید علی بھوک و پیاس کی شدت سے بے قرار ہونے لگے، جب

آپ نے بچے کی حالت دیکھی تو دو رکعت ادا کر کے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد کے خواست گار ہوئے۔ابھی دست دعا نیچے نا آئے تھے کہ سامنے ایک ہرنی کو کھڑا پایا جس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے،آپ سجدہ شکر بجالائے اور ہرنی سے دودھ اپنے پیالے میں حاصل کیا اور بچے کو پلایا۔ ہر روز وہ ہرنی وقت مقرر پر آتی اور دودھ مہیا کر جاتی تھی۔اسی واقعے کی بناپر سادات بخاریہ میں ہرنی کا شکار ممنوع سمجھا جاتا ہے۔ایک روایت میں ہے کہ یہ جنگل جلال آباد افغانستان میں تھا۔

# راستہ کون سا اختیار فرمایا؟

یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ آپؒ بلوچستان کے راستے سے برصغیر میں داخل ہوئے ہیں یا خیبر پختونخوا کے راستے سے۔ اگر خیبر پختونخوا سے تشریف لائے تو یقیناً جلال آباد میں سکونت اختیار فرمائی ہوگی۔جس جنگل میں آپ نے اپنی سکونت اختیار کی،اردگرد کے لوگ جب آپ کی موجودگی سے باخبر ہوتے گئے ان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی،آپ کا تعرف تو چہار دانگ عالم میں مشہور تھا ہی۔لوگ جوق در جوق آپ کے پاس آنے لگے اصلاحی اور تبلیغی مشن جاری ہوگیا۔آپ کی شخصیت،زہد وعبادت اور کرامات سے متاثر ہوکر سینکڑوں لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔اور جنگل کے کنارے آباد ہوتے رہے۔اس بستی کا نام آپ کے نامِ نامی سے ہی''جلال آباد'' کے نام سے مشہور ہوگیا۔آج بھی افغانستان کا مشہور شہر ہے۔پاکستان سے طورخم بارڈر کے رستے افغانستان جائیں تو راستے میں پہلا بڑا شہر یہی آتا ہے، یہاں کے لوگوں کا اس وقت بود وباش،زبان اور طرز زندگانی پاکستان سے ملتا جلتا ہے۔(وفیات ساداتِ بخاریہ از صفدر رضا قادری۔ص۔۲۶۳)

جلال آباد کی وجہہ تسمیہ جلال الدین محمد اکبر کی وجہ سے تاریخ دانوں نے لکھی ہے لیکن کچھ روایات جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ملتی ہیں جو قرین قیاس معلوم نہیں ہوتیں۔

## چوری شدہ اشرفیوں کی تھیلی دریا سے واپس نکال لی

مزید آگے جانے کا حکم ہوا، اور آپ نے ہند کے لئے روانگی کا قصد کیا تو آپ کے ساتھ ایک قافلہ روانگی کے لئے تیار ہو گیا جس میں کاروباری مقاصد کے لئے جانے والے لوگ بھی تھے۔ ان میں سے ایک تاجر نے آپ کو ایک تھیلی امانت دی، کہ پہنچ کر آپ سے لے لوں گا، لیکن وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ تھیلی کسی نے چوری کر لی ہے، ایک روایت ڈاکوؤں کی بھی ہے، جو قرین قیاس نہیں معلوم ہوتی۔ واللہ اعلم

ہند کی سرزمین پر پہنچ کر جب اس شخص نے اپنی تھیلی مانگی تو آپ دریا کے کنارے تشریف لائے اور پانی میں ہاتھ ڈال کر وہی تھیلی نکال لائی۔ اور اپنے ہمسفر ساتھی کو عطا فرمادی۔

## ورودِ ھند

آپ ۶۲۵ھ وارد ہند ہوئے۔ نواب صدیق حسن خاں اپنی کتاب ''الفرع النامی من الاصل السامی'' میں آپ کی ملتان آمد کی تاریخ ۶۲۵ھ درج فرماتے ہیں۔ (مطبع صدیقی بھوپال ۱۳۰۱ھ/ص ۱۴۰)۔ البتہ آپ رحمۃ اللہ پہلے کہاں تشریف لائے اس حوالہ سے دو روایات ہیں:

ایک یہ کہ پہلے ملتان تشریف لے گئے۔ جب کہ دوسری روایت باکھر نزد سکھر کی ہے جو کہ زیادہ کتب میں درج ہوئی ہے۔ یہاں یہ وضاحت بھی کرنی ضروری ہے کہ

بھکر ڈی آئی خان کے نزدیک والا نہیں یہ سندھ میں باکھر کا علاقہ ہے ۔ جہاں صدرالدین باکھری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے اجداد خصوصاً سید محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات آج بھی مرجع خلائق ہیں۔

کتاب ''پانچ دریا اور سندھ'' کا مولف ڈیوڈ روز (صفحہ.68) پر یہ وضاحت کرتا ہے،
The Familly of Syed's who setals at Rohri, have lived there for abut 600 years. the founder of the familly was Sayyid Muhammad Mekkyee, who came to sindh from Meshed in Khurasa.

**The land of 5 Ravers & Sind.**
**by David Ross, C.I.E, F.R.G.S**
**Chapman & hall, ltd. Henrietta St. Covent Garden**
**London 1883**

یعنی ''روہڑی میں آنے والے سادات تقریباً ۶۰۰ سال قبل مشھد سے روہڑی تشریف لائے، اس خاندان کے مورث سید محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ سید شجاء مشھدی کے صاحبزادے تھے، جو مشھد سے خراسان میں سندھ تشریف لائے''

باکھر کی بنیاد ہی انہی بزرگوار نے رکھی تھی۔ جو دراصل لفظ ''باقر'' سے ہے، روایت کے مطابق آپ علیہ الرحمۃ نے یہاں گائے کا صدقہ دے کر اس شہر کی بنیاد رکھی جس کی وجہ سے یہ باقر کے نام سے موسوم ہوا، جو کہ کثرت استعمال سے باکھر ہو گیا۔

دوسری روایت ''وفیات سادات بخاریہ'' میں درج ہے کہ آپ کے والد بزرگوار کی ملاقات حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ سے بخارا میں ثابت ہے اور والد بزرگوار نے فرمایا تھا کہ ہند جاؤ تو سب سے پہلے حضرت بہاؤالدین زکریا سے ملاقات کرنا۔''

تیسری بات یہ کہ ملتان شریف کی گرمی میں اولے گرنے والی کرامت میں بخارا کو یاد کیا گیا اس سے بھی لگتا ہے کہ پہلے ملتان شریف ہی رکے ہوں گے......لیکن بھکر قیام کا حکم ملا ہوگا۔

پہلے ملتان تشریف آوری کا ذکر درجہ ذیل کتب میں درج ہے:

ا: سیر العارفین......ص155

۲: تحفۃ الکرام......ص367 (از میر علی شیر قانع ٹھٹھوی ''اردو ترجمہ از اختر رضوی'' اشاعت 1959ء)

مگر اخبار الاخیار ص ۶۱ پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بخارا سے باکھر تشریف لائے۔ جو کہ زیادہ معتبر کتاب ہے۔

# ورود، در باکھر۔ دوسری شادی

سید بدرالدینؒ کے ہاں قیام ایک مزید تحقیق طلب موضوع ہے۔ کیونکہ تاریخ اور تذکرہ کی کتب میں عجیب سا تضاد ہے۔ ہم یہاں تمام تضادات کو سامنے لاتے ہیں اوران پر بحث کر کے اس بات کو واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اصل صورتِ حال کیا ہے۔

## شجرہ جات باکھری سادات:

نمبرا:

ا۔سید بدرالدین محمد ابن ۲۔سید سلطان صدرالدین محمد ابن ۳۔محمد ابن

۴۔سید شجاع ابن ۵۔ابراہیم ابن ۶۔قاسم ابن

۷۔زید ابن ۸۔جعفر ابن ۹۔عبداللہ علی اصغر

(نذھۃ الخواطر حصہ اول، ص۔۳۰۴ و ۳۰۶)

نمبر۲:

| | |
|---|---|
| ۱۔سید بدرالدین محمد ابن | ۲۔سید سلطان صدرالدین محمد خطیب ابن |
| ۳۔سلطان محمد محمود مکّی ابن | ۴۔سید محمد شجاع ابن |
| ۵۔ابراہیم ابن | ۶۔سید قاسم ابن |
| ۷۔زید ابن | ۸۔سید حمزہ ابن |
| ۹۔سید ہارون سرمست ابن | ۱۰۔ابن سید عقیل ابن |
| ۱۱۔سید اسمٰعیل ابن | ۱۲۔سید علی اصغر |

(قافلہ نور، ص۔۱۲۵، گلزارِ محمدی، ص۔۸۷)

## ولادت اور وفات کی تاریخیں:

مندرجہ بالا شجرہ ہائے نسب ساداتِ باکھری کے ان اشخاص کے سنوات کا ذکر کر کے یہ اخذ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ جب حضرت جلال الدین سرخ بخاریؒ جب بھکر تشریف لائے تو بدرالدین باکھری کی عمر کیا تھی:

| | | | |
|---|---|---|---|
| نمبر۱۔ | سید محمد محمود مکّی | ولادت ۵۴۰ھ | وفات ۶۴۶ھ |

(قافلہ نور، ص۔۱۳۰ بحوالہ منبع الانساب)

| | | | |
|---|---|---|---|
| نمبر۲۔ | سید سلطان صدرالدین محمد بن محمود مکی | ولادت ۶۰۹ھ | وفات ۶۶۹ھ |
| نمبر۳۔ | سید بدرالدین محمد ابن صدرالدین محمد | ولادت ۶۳۰ھ | وفات ۶۸۰ھ |

(نذھۃ الخواطر، جلد اول، ص۔۳۰۴، خطہ پاک اوچ، ص۔۲۰۴)

حضرت مخدوم اعظم سید حسین جلال الدین میر سرخ بخاری ۶۳۵ھ ہجری میں وارد ہند

ہوئے، اور اس وقت بدرالدین باکھری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ ۶۳۰ھ میں تولد ہو رہے ہیں صرف پانچ سال کے ہوئے۔

مندرجہ بالا تواریخ کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اچ شریف میں جن ''بدرالدین'' کا مزار ہے وہ کون ہیں؟

''چاہ کلمہ والا'' کنواں جس کے حکم پر چلتا تھا وہ کون ہیں (دیکھئے خطہ پاک اوچ'' ص۔۲۰۴) اور حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے مرید، ہونے والے جو ''جامع العلوم'' کے مصنف علاء الدین علی بن سعد کے ہمراہ مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے وہ کون ہیں؟

گلزارِ محمدی (ص۔۹۰) کہتا ہے کہ بدرالدین بھکریؒ ۶۵۸ھ میں اوچ شریف میں سکونت پذیر تھے اور ۲۔ رجب ۷۰۰ھ میں وفات پائی۔

مندرہ بالا شجروں میں جو فرق ہے وہ یہ ہے کہ شجرہ نمبرا میں کُل ''نو'' (۹) پشتیں ہیں۔ جبکہ دوسرے شجرہ میں بارہ پشتیں ہیں۔

حضرت سید بدرالدین محمد اور حضرت سید علی اصغر کے درمیان کتنی پشتیں ہیں؟

اس کے تطبیق کیلئے ہم حضرت سید جلال الدین حسین میر سرخ بخاریؒ کا شجرہ درج کرتے ہیں جس کے ترتیب اور اسماء کی تعداد میں کسی تذکرہ نگار یا مؤرخ کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔

۱۔ سید جلال الدین حسین میر سرخ بخاری ابن ۲۔ سید المؤید علی ابن ۳۔ سید جعفر ابن ۴۔ سید محمد ابن ۵۔ سید محمود ابن ۶۔ سید احمد ابن ۷۔ سید عبداللہ ابن ۸۔ سید علی اصغر یا اشقر (خاندانی شجرہ (قلمی)، روحانی رابطہ

(ص۔۲۸۱)، شجرہ نسب بخاریہ اوچ شریف بحوالہ قافلہ نور (ص۔۱۲۶)، تذکرہ اولیائے کرام (ص۔۲۹۵)، خطہ پاک اوچ (ص۔۲۱۱)، حدیقۃ الاولیاء (ص۔۷۳)، صوفیائے پنجاب، (ص۔۷۳)، گلزارِ محمدی (ص۔۵۰)

اب ان حضراتِ قدسیہ کی ولادت اور وفات کی تاریخیں لکھتے ہیں۔

| نمبر شمار | اسمِ گرامی | سن ولادت | سن وفات |
|---|---|---|---|
| ۱۔ | سید علی اصغر | 257ھ | 321ھ |
| ۲۔ | سید عبداللہ | 291ھ | 352ھ |
| ۳۔ | سید احمد | 340ھ | 412ھ |
| ۴۔ | سید محمود | 370ھ | 467ھ |
| ۵۔ | سید محمد | ؟ھ | 519ھ |
| ۶۔ | سید جعفر | ؟ھ | 575ھ |
| ۷۔ | سید ابوالمؤید علی | ؟ھ | 615ھ |
| ۸۔ | سید جلال الدین حسین میر سرخ بخاریؒ | 595ھ | 690ھ |

اتنی تفصیل دینے کے بعد ہم اس نقطہ کی طرف واپس چلتے ہیں کی جب حضرت سید جلال الدین حسین میر سرخ بخاری بھکر (سندھ) پہنچے تو وہ کس کے ہاں مقیم تھے۔ سید صدرالدین محمد خطیب کے ہاں یا اس کے بیٹے حضرت سید بدرالدین محمد کے ہاں؟ جبکہ نذھۃ الخواطر کے مصنف کا دعویٰ کچھ یوں ہے۔

حضرت سید جعفرؒ ابن علی اصغر سے لے کر سید بدرالدین محمد تک آٹھ (۸) نسلیں گزری ہیں۔

اب ہم آتے ہیں اس نقطے کی طرف، کہ حضرت سید جلال الدین حسین میر

سرخ بخاریؒ کس کے ہاں مقیم تھے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب حضرت سید جلال الدین حسین میر سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند میں وارد ہوئے تو اس وقت ان کی عمر چالیس (۴۰) سال تھی، اور سن ۶۳۵ھ تھا۔ اور سید بدر الدین بن سید صدرالدین خطیب کی پیدائش ۶۳۰ھ بتائی جاتی ہے۔ یعنی جب حضرت سید جلال الدین حسین میر سرخ بخاریؒ بھکر پہنچے تو حضرت سید بدرالدین کی عمر صرف پانچ (۵) سال تھی۔

گلزارِ محمدی کے مصنف نے ''مظہرِ جلالی'' (جو حضرت سید جلال الدین حسین مخدوم جہانیاں جہانگشتؒ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے) کے حوالے سے یہی لکھا ہے۔ اور دیگر کتب میں یہ بات تواتر سے مذکور ہے۔ کہ آپؒ نے بدرالدین کی بیٹیوں سے یکے بعد دیگرے نکاح کیا۔ تقریباً تمام تذکرہ نگاروں نے آپ کا قیام سید بدرالدین کے ہاں لکھا ہے۔

حضرت سید جلال الدین حسین میر سرخ بخاریؒ نے جس بدرالدین کی بیٹیوں سے یکے بعد دیگرے شادی کی تھی وہ یہ والے بدرالدین محمد باکھری بن صدرالدین خطیب نہیں ہیں، کوئی دوسرے سید زادے ہیں۔ کیونکہ بقول نزہۃ الخواطر اس وقت بدرالدین کے والد حضرت صدرالدینؒ کی عمر خود چھبیس (۲۶) برس تھی اور حضرت بدر الدین کے دادا بھی حیات تھے۔ جو قافلہ نور کے مطابق ۶۴۶ھ میں فوت ہوئے ہیں۔

## بدرالدین باکھری ایک نہیں دو۔

# صدرالدین کے بھائی بھی اور بیٹے بھی!

یہاں ایک روایت کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب اخبارالاخیار میں رقم طراز ہیں کہ،''اس نکاح کی بشارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے ملی اور خواب میں اس بشارت سے حضرت سید بدرالدین کونوازا گیا۔''

اس مبارک رشتہ کا حوالہ دیگر بھی کئی کتب میں ملتا ہے جیسے''خزنیۃ الاصفیا جلد دوم ص 37 تا 38......و......تحفۃ الکرام ص 389-367''

اس ضمن میں فیصلہ کن حوالہ پیش خدمت ہے جس کے بعد یہ بحث اپنے منطقی انجام تک پہنچ جاتی ہے؛

منبع الانساب، از مخدوم سید معین الحق جھونسوی (مترجم علامہ ڈاکٹر ساحل شھسرامی پی ایچ ڈی علیگ) صفحہ ۴۷ پر شجرہ تحریر کرتے ہیں، اور صفحہ ۳۱۶ پر تفصیل درج کرتے ہیں،

''حضرت نے کئی شادیاں فرمائیں......دوصاحبزادے سید صدرالدین اور سید بدرالدین جو بھکر میں پیدا ہوئے تھے، یہ بھی قاضی صاحب کی صاحبزادی سے تولد ہوئے۔ سید بدرالدین قدس سرہ نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم سے اپنی صاحبزادی حضرت سید جلال الدین سرخ پوش قدس سرہ کے عقد میں دیدی۔''

اسی کتاب کے صفحہ ۳۱۷ پر درج ہے کہ بدرالدین بدر عالم جو کہ صدرالدین خطیب کے صاحبزادے ہیں جنہوں کی پیدائش ۲۵ شعبان المعظم ۶۳۰ھ میں ہوئی۔

یعنی اس کتاب میں یہ بات بالکل واضح لکھ دی ہے کہ بدرالدین باکھری جو حضرت مخدوم اعظم سید حسین جلال الدین میر سرخ کے سسر اور شیخ صدرالدین کے بھائی تھے۔اوراسی کتاب میں واقعہ درج ہے کہ اسی رشتہ کی وجہ سے ان کے بھائی مزاحم ہوئے،جس پر بدرالدین باکھری بن سید محمد محمود مکی آپ کے ساتھ باکھر سے ہجرت کر آئے اوراچہ میں مقیم ہوگئے۔ان کا مزاراچ شریف میں ہی ہے۔جبکہ بدرالدین بدر عالم بن صدرالدین خطیب کا مزار قصبہ جھونسوی الہ آباد میں گنگا اور جمنا کے سنگم کے پاس ہے۔

# مخدوم اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری زوجہ

حضرت سید حسین مخدوم اعظم جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری زوجہ سیدہ زہرہ بی بی کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت سید بہاء الدین محمد غوث کبیر عطا فرمائے اور کچھ عرصہ بعد یا ایک روایت کے مطابق اسی دوران حضرت زہرہ بی بی وفات پا گئیں۔

# تیسری شادی

آپ علیہ رحمۃ کی تیسری شادی زہرہ بی بی کی بہن ''حضرت فاطمہ بی بی'' سے ۶۵۴ھ میں ہوئی۔جن کے بطن سے سید احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ اور سید بہاوالدین معصوم رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔

# ورودِ ملتان

''مقدمہ خلاصۃ الالفاظ جامع العلوم'' میں آپ علیہ الرحمۃ کی باکھر سے ملتان آمد یوں مرقوم ہے۔

''چندی بعد ا وشہرت بزرگی شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی سہروردی(متوفی در ۶۶۱ھ) خلیفہ شیخ شہاب الدین سہروردی(متوفی در ۶۳۲ھ ) درمعرفت الٰہی شنید از بھکر بہ ملتان رفت و دست ارادت را بدو داد۔''

''کچھ عرصہ بعد حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی، جو شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ تھے، کے بارے میں معرفتِ الٰہی سے سنا تو باکھر سے ملتان تشریف لائے اوران کے دست مبارک پر بیعت کی۔''

نواب صدیق حسن خان(الفرع النامی من الاصل السامی ازنواب صدیق حسن خاں مطبع صدیقی بھوپال1301ھ ص140) پر لکھتے ہیں:

''نخستین از بخارا سرآمدہ بخانقاہ شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا اقامت گزید و کان ذلک فی سنتہ ست عامتہ وثلثین خمس''

یعنی بخارا سے نکل کر پہلے خانقاہ شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا میں مقیم ہوئے اور یہ625ھ کا واقعہ ہے۔

یہاں پر سید جلال الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ بہاوالدین زکریا ملتانی کی صحبت اختیار کی۔

حضرت مخدوم اعظم سید حسین جلال الدین میر سرخ بخاری تیس سال کامل اپنے مرشد شیخ الاسلام بہاوالدین زکریا ملتانی کے پاس رہے اوران کے فیوض و برکات سے مستفیض و مستفید ہوتے رہے۔اورآپ کے انٹرنیشنل تبلیغی و تعلیمی مشن میں کلیدی کردار سرانجام دیتے رہے۔

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت فرماتے ہیں۔

دعا گو(مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ ) کے دادا جان حضرت مخدوم بزرگ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ شیخ کبیر(بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ ) کے تھے۔(جامع العلوم)

# سخت گرمی میں اولے برسنا

تاریخ فرشتہ جلد دوم ص 775 پر تحریر ہے کہ ایک مرتبہ جلال سرخ بخاری اپنے مرشد شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ ملتان میں مقیم تھے ان دنوں گرمی کا موسم تھا۔سخت لو چل رہی تھی اس وقت ان کو بخارا کی یاد آئی،اورآپ کی زبان سے جملہ نکلا

"آہ یخ بخارا در چنیں حرارت از کجا یابم"

یعنی"اس حرارت ( گرمی ) میں بخارا کی ٹھنڈک کہاں سے لاؤں!"

برجستہ دیکھتے ہی دیکھتے تھوڑی دیر میں ابر آیا،گھٹا بن کر خوب برسا اور بڑے بڑے اولے پڑے اور حضرت جلال سرخ اپنی مراد کو پہنچے( آپ برف کے اولے کھاتے اور شکر بجالاتے )(بحوالہ درالمنظوم)

# اچہ (اچ شریف) تشریف آوری

حضرت مخدوم فرماتے ہیں، ''شیخ کبری بہاؤالحق والدین نے دعا گو کے دادا کو بعد تیس برس کے اچہ کی طرف بھیجا بعد وفات شیخ کبیر کے شیخ صدرالدین نے چند زمانہ رکھا بعد اس کے اجازت دی کہ اچہ میں ساکن ہوں'' (الدرالمنظوم ص767 تا768)

حضرت مخدوم اعظم سید حسین جلال الدین میر سرخ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد کچھ دن ملتان میں رہے اور پھر اپنے مرشد زادہ شیخ صدرالدین عارف رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت و حکم سے اوچ میں سکونت پذیر ہوئے۔ منبع الانساب کے مطابق آپ کی سکونت اچ شریف میں پہلے سے تھی، جبکہ سلسلہ تعلیم ورشد و ہدایت کے لئے خانقاہ جلالیہ کا قیام تیس سال بعد کیا گیا۔

''تاریخ اوچ'' (ص98) وگزٹیر بہاولپور (ص161-160) کے مطابق آپ 1243ء/641ھ میں اوچ پہنچ کر سکونت پذیر ہوئے۔

حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 1262ء/661ھ میں ہوا اور اس کے کچھ مدت بعد حضرت جلال سرخ اوچ میں پہنچے۔ اور یہی تاریخ صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ ۶۴۱ھ میں تو ابھی بیس برس بھی نہیں بنتے جبکہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں تیس برس کا ذکر موجود ہے۔

# اچہ کا اصلی مالک

مولوی حفیظ الرحمٰن ''تاریخِ اوچ'' میں کسی ''بدرالدین'' (نامی بزرگ) کا ''چاہ کلمہ والا'' کے متعلق قصہ تحریر کرتے ہیں۔ جو تاریخی نقطہ نظر سے اہمیت کے قابل ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

'' حضرت سید حسین جلال الدین میر سرخ بخاریؒ کے اوچ آمد سے پہلے یہاں ایک بزرگ مقیم تھے جن کا نام بدرالدین تھا۔ اور یہاں ایک کنواں تھا جو بدر الدین نامی اس بزرگ کے حکم سے چلنے لگ جاتا تھا۔ جب حضرت سید جلال الدین حسین میر سرخ بخاریؒ اوچ پہنچے اور آپؒ نے یہ کیفیت دیکھی تو کنویں کو رُکنے کا حکم دیا۔ حکم سنتے ہی کنواں رُک گیا۔ جب بدرالدین مذکور کو علم ہوا تو انہوں نے کہا، اوچ کا اصل مالک آ گیا ہے اب یہ کنواں اُنہی کے حکم سے چلے گا۔''

# اچ شریف کا نام، اور مخدوم اعظم رحمۃ اللہ کی آمد

سید جلال الدین حسین میر سرخ بخاریؒ کے اوچ شریف آمد اور اس کے ساتھ مختلف قسم کی کہانیاں اور واقعات مشہور ہیں۔ نیز اُچّہ کے نام اور وہاں کے حکمرانوں کے بارے میں بھی لوگوں میں مختلف قسم کی کہانیاں گردش کر رہی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ تاریخ کے اوراق پلٹے جائیں اور اصل حقیقت واضح کی جائے۔

اُچ، اوچہ، یا اوچا وغیرہ یہ سب ایسے نام ہیں جو اس شہر سے مختلف اوقات میں منسوب رہے ہیں۔ اس سلسلے میں سکندرِ اعظم کا نام بھی لیا جاتا ہے کہ یہ شہر اس نے بسایا

تھا اور اس کا نام ''الیگزینڈر'' رکھا تھا۔جس کی مناسبت سے ''سکندرہ'' یا ''اسکالندہ'' بھی کہا جاتا ہے۔(جغرافیہ ھند،مؤلف الیگزینڈر کٹنگھم بحوالہ مدینۃ الاولیاء خطہ پاک اوچ شریف،ص۔۴۵۵)

چونکہ یہ مقام اونچی جگہ پر پنجاب میں واقع ہے اسلئے اج کل کے پنجاب کے لوگ اسکو مروجہ تلفّظ ''اُچا'' یعنی اونچا کے معنی میں لیتے ہیں۔جبکہ بارھویں صدی عیسوی (چھٹی صدی ہجری) میں اوچ شہر پر ایک ہندو راجہ ''دیوسنگھ'' کی حکومت کا بھی ذکر آتا ہے۔اور کہا جاتا ہے کہ اس ہندو راجہ کی دو بیٹیاں تھیں۔جن سے وہ بیحد محبت کرتا تھا۔ایک بیٹی کا نام ''اوچا رانی'' دوسری کا نام '' سیتا رانی'' تھا۔اس بادشاہ نے اپنی بیٹیوں کو امر کرنے کی غرض سے اپنی حکومت کو دو حصوں میں بانٹ دیا۔ایک حصے کا نام ''اوچ پور'' اور دوسرے کا نام ''سیت پور'' رکھا۔اوچ پور کا نام مختصر ہو کر ''اوچ'' رہ گیا جبکہ سیت پور آج بھی اسی نام سے انڈیا میں پہچانا جاتا ہے۔

# دیوگڑھ کو واپس اچہ کے نام سے موسوم کرنا

اس وقت وہاں کے ایک مقامی بدمعاش جو علاقے پر قابض تھا،خود کو راجہ سمجھتا تھا،جس کا نام دیوسنگھ تھا۔اس علاقے کا نام اچہ سے تبدیل کر کے اپنے نام پر ''دیوگڑھ'' رکھا ہوا تھا۔

دیوگڑھ میں اس وقت بازار حسن سجا کرتا تھا۔جب آپ رحمۃ اللہ علیہ دیوگڑھ کے قریب آئے تو آپکو پیاس محسوس ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک شاگرد کو پانی لینے بھیجا وہ شہر سے قریب ایک کنویں کے پاس پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ کنواں بغیر

بیلوں کے چل رہا ہے اور ہر کنوئی سے رام رام کی آواز آ رہی ہے۔ وہ ڈرا اور سارا ماجرا سید جلال الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ کے گوش گزار کیا تو آپ نے کنویں کے پاس آ کر ایک پتھر کا ٹکڑا کلمہ طیبہ پڑھ کر کنویں میں پھینکا تو فوراً کنویں سے اللہ اکبر کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔ پھر آپ نے اس کے پانی سے وضو کیا اور بلند آواز سے آذان دی۔ آذان کی آواز سن کر ہندو اکٹھا ہونا شروع ہو گئے جو بھی آتا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جلال اور ولایت کی برکت سے آپ کو دیکھتے ہی مسلمان ہو جاتا۔ جب اس کا علم راجہ دیو سنگھ کو ہوا تو اس نے کافی تعداد میں ہندوؤں کو اکٹھا کیا اور سید جلال اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ڈرانے دھمکانے کے لئے بھیجا۔ لیکن وہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت اور ولایت کی تجلیات کی تاب نہ لا سکے اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ دیو سنگھ کی دو بیٹیاں تھی سیتا رانی اور اوچا رانی۔ جب انکو تمام معاملات کا علم ہوا تو وہ سید جلال الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے آئیں۔ تو جب انہوں نے بھی سید جلال الدین بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت و ولایت کا مشاہدہ کیا تو اسلام لے آئیں۔ سید جلال الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ نے اوچا رانی کا نام بی بی غلام فاطمہ رکھا، اس نے تمام عمر سید جلال الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک خادمہ بن کر خدمت کی، ان کا مزار آج بھی سید جلال الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ کے حرم اقدس میں دائیں جانب پردے کی بڑی دیوار کے اندر موجود ہے۔ جبکہ سیتا رانی کا مزار سیت پور شہر میں ہے۔ ان تمام معاملات کو دیکھ کر دیو سنگھ شہر چھوڑ کر مارواڑ کی طرف بھاگ گیا۔

سید جلال الدین حیدر کی برکت سے وہ تمام فحاشی کے اڈے بند ہو گئے اور شہر کی گلیوں میں اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہونا شروع ہو گئی۔ آپ نے اس علاقے کا وہی

پہلا نام اچہ واپس رکھ دیا۔

اس شہر کا نام ''اچہ'' طبقات ناصری اور عوفی کے تذکرہ لباب الاباب اور چچ نامہ میں بھی مذکور ہے۔

## ہندو دیوی، رانی اوچھا

سید محمد شاہ صاحب نے اپنے قلمی بیاض بنامِ ''گلستانِ زہرہؓ '' میں کچھ یوں درج کیا ہے:

''آپؒ (ملتان سے) حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی ؒ سے رخصت ہو کر ۶۴۱ھ میں اوچ شریف تشریف لائے۔ اس وقت اس شہر میں ایک ہندو عورت ''رانی اوچھا'' تھی جس کو ہندو اپنی دیوی مانتے تھے۔ اس عورت کا استدراج ایک کنویں پر تھا۔ ہندو اس کنویں پر جا کر رانی اوچھا دیوی کا نام لیتے تو وہ کنواں خود بخود چلنے لگتا اور ہندو پانی بھر لیتے۔ آپؒ اس کنویں پر تشریف لے گئے وہاں ہندو پانی لینے کیلئے جمع تھے۔ اس وقت نماز ظہر کا وقت قریب تھا۔ آپ نے بلند آواز سے اذان دی تو کنواں چلنے سے رُک گیا۔ ہندوؤں نے بار بار کوشش کی لیکن پانی حاصل نہ کر سکے۔ آخر کار رانی کے پاس جا کر واقعہ بیان کیا۔ رانی اس کنویں پر آئی۔ اس کی نگاہ آپؒ کی نورانی چہرے پر پڑی۔ وہ بے ساختہ کلمہ پڑھنے لگی۔ اس (کرامت کو دیکھ کر) اس وقت پانچ ہزار کافر مسلمان ہو گئے۔ آپؒ نے رانی اوچھا کا نام غلام فاطمہ رکھا۔ شہر کا نام ''رانی اوچھا'' کے نام سے مشہور ہو گیا۔ جو بعد میں اوچھا سے ''اوچھ'' اور ''اوچ'' ہو گیا۔''

فیض محمد ابن گل محمد نے اپنی بیاض قلمی بنام ''بستانِ مصطفیٰ'' میں لکھا ہے کہ:

''واضح باد کہ بناء شہر اوچ در جائی حال در عہد راجا انند پال، والئی پنجاب در ۳۷۰ھ واقع گردید۔''

شیخ صفی الدین گازرونی رحمۃ اللہ علیہ کا اچ شریف میں تشریف لانا بھی ۳۷۰ھ ہی میں ثابت ہے، یعنی دوسرے معنوں میں شیخ صفی الدین گازرونی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شہر آباد کیا۔

# اقوامِ اچ کا اسلام قبول کرنا

حضرت میر سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اوچ میں قیام کے بعد اصلاح و تبلیغ کا کام پوری مستعدی کے ساتھ شروع کر دیا،

تاریخ اوچ (ص 98 و بہاولپور گز یٹیئر ص 161-160) پر درج ہے کہ علاقہ اوچ کی اقوام؛...... چدہڑ...... ڈہر...... سیال...... اور...... وارم وغیرہ نے حضرت کی ہدایت سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔

# جھنگ سیالاں کی بنیاد رکھی!

بعد ازاں آگے جا کر قوم سیال کو مسلمان کیا اور جھنگ سیالان آباد کیا۔

مفتی غلام سرور لاہوری ''خزینۃ الاصفیاء'' (جلد دوم ص 36) میں لکھتے ہیں؛

''ہزار ہا مخلوق خدارا بھدایت ہادی حقیقی براہ راست آور دو شہر جھنگ سیالاں کہ درپنجاب

مشہور و معروف است بنا فرمود"

یعنی، "ہزار ہا مخلوق خدا کو اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے راہ راست پر لائے اور شہر جھنگ سیالاں کی جو پنجاب میں مشہور و معروف ہے بنیاد ڈالی"

## راجہ گھلو کا مسلمان ہونا

تذکرہ صدر الدین (ص 171) پر درج ہے کہ "اس علاقہ کا راجا گھلو بھی حضرت جلال سرخ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوا جس کی اولاد...... ٹھٹہ...... گھلوان...... اوباوڑہ...... جھڈ میانی...... بیٹو واہی...... چوٹالہ......خانواہ...... ملک پور......صبراہ......کرم علی اولا......اور......سعد اللہ (ضلع ملتان) کے مواضعات میں پھیلی ہوئی ہے۔"

پھر دور دور سے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارات کو آتے اور اسلام قبول کر کے جاتے۔ کچھ کتب میں آپکا بٹن مینارہ اور سنجر پور شہر جانا اور پورے کے پورے علاقوں کے رہائشیوں کو مشرف بہ اسلام کرنے کا ذکر بھی ملتا ہے۔

## لکڑی کے پیالہ کا ہمہ صوت ذکر کرنا

حضرت مخدوم جہانیاں فرماتے ہیں کہ میرے دادا سید جلال الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ جب بھی حجرے میں محو ذکر خدا ہوتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کاسہ چوبی آپکے ساتھ ہمہ صوت (آواز کے ساتھ) ذکر کرتا۔ایک دن ایک شخص نے شیخ صدر الدین

عارف باللہ سے دریافت کیا کہ سید جلال رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دوسرا کون ہے۔ کہ ذکر میں دو متفرق آوازیں ہیں انہوں نے فرمایا کہ ان کا کاسہ چوبی (لکڑی کا پیالہ) ہے جس میں آپ غذا تناول فرماتے ہیں۔ (جامع العلوم) یہ وہی لکڑی کا پیالہ تھا جو مخدوم بزرگ اپنے ساتھ بخارا سے لائے تھے۔ جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔

# پرتوِ جلالِ الٰہی نے عامل کو جلا کر راکھ کر دیا

''ملفوظات جمال درویش'' میں درج ہے کہ حضرت سید جلال الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ میں جلال بھی اتنا تھا کہ جب نظر جلال کرتے تمام خشک و تر جل کر راکھ ہو جاتا۔ ایک دفعہ ایک افغان عامل جس کا نام تغلق بتایا جاتا ہے۔ جو تصرف ظاہری و باطنی رکھتا تھا۔ سندھ سے وارد ہوا راستے میں سالکین کے مدارج سلب کرتا ہوا اوچ شریف پہنچا آپ کے مدارج سلب کرنے کے لئے آپکے حجرے کے دروازے پر پہنچا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کامل پا کر دل میں خیال آیا کہ آپ کی اولاد عاصی ہوگئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شادی کر کے غلطی کی ہے۔ (جبکہ سرکار نے ندائے ہاتفی سے اپنے اس خیال کا رد فرمایا تھا اور نکاح کیا تھا) آپؒ اس کے خیال سے اپنے کشف کے ذریعے آگاہ ہو گئے اور جان لیا کہ یہ بندہ شیطانی علوم کا عامل ہے لباس مشیخیت میں پھرتا ہے۔ یہ یقین پاتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ جلال میں آگئے اور حجرے کا دروازہ کھول کر اس پر جلال کی نگاہ ڈالی۔ وہ وہیں جل کر خاکستر ہو گیا اور اس کی خاک کو زمین میں دفن کرتے تھے تو زمین باہر نکال دیتی تھی اور اگر دریا میں ڈالتے تھے تو دریا باہر نکال پھینکتا تھا آخر کار جمال درویش کی سفارش پر آپ نے دفن کرنے کی اجازت فرمائی۔ تو وہ خاک دفن کی گئی اور پھر زمین نے باہر نہیں نکالی۔

# چہار یار

میر شیر علی قانع اپنی کتاب تحفۃ الکرام میں درج کرتے ہیں کہ حضرت ثانی حیدر شیر شاہ جلال رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور یار (دوست) تھے۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر، حضرت حافظ سید عثمان مروندی المعروف لال شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ یہ چاروں تاریخ میں چہار یار کے نام سے مشہور ہوئے۔"

تبلیغ دین کے لئے ان کی کاوشیں اور محنت ہی کی بدولت آج پورے ایشیاء میں اسلام موجود ہے۔ کیوں کہ اس علاقہ میں دین ان چاروں نے آپس کی مشاورت اور با قاعدہ ٹیم ورک کے تحت پھیلایا تھا۔ اپنے گھر بار کو چھوڑ کر جہاں جہاں اشارہ ملا، جہاں جہاں لادینیت نظر آئی یہ مردان حق وہاں تشریف لے گئے اور اس علاقے کو بقعۂ نور بنا کر نکلے۔

ان حضرات کا دو، دو ہو کر اور اکٹھے سفر کرنا ثابت ہے، جن تیس سالوں کا ذکر حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تیس سالوں کے بعد مستقل رہائش اچ شریف اختیار کرنے کا حکم ہوا۔

انہیں تیس سالہ تاریخ کو دیکھ لیا جائے تو ملتان شریف میں ان حضرات کے زیر سایہ دنیا کی بہترین یونیورسٹی قائم تھی جہاں دنیا میں رائج بیسوں زبانوں میں علماء کو تعلیم دی جاتی تھی۔ تا کہ وہ ان ممالک میں جا کر تبلیغ دین کا کام سرانجام دے سکیں۔ اور اس کی نظیر پوری دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔

# خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا قول

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص بیت اللہ سے فارغ ہو کر اوچ شریف میں حضرت سید جلال الدین میر سرخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے آپ کو بیت اللہ میں حج کرتے دیکھا ہے آپ نے اسے ہدایت فرمائی کہ مردان حق کی باتیں ظاہر نہیں کرنا چاہیے کیونکہ جب وہ چاہتے ہیں مشرق و مغرب کی سیر کرتے ہیں پھر آپ نے اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، ''آنکھیں بند کرو! پھر فرمایا اب کھولو! تو اس شخص نے جب آنکھیں کھولیں اپنے آپ کو کوہ کاف پر پایا، پھر دوبارہ آپ نے فرمایا آنکھیں بند کر کے کھولو! جب اس نے پھر پلکیں جھپکیں تو خود کو واپس اچ شریف میں حضرت کی خدمت میں پایا۔(وفیات سادات بخاریہ)

# بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا قول

بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سید جلال الدین بخاری میر سرخ رحمۃ اللہ علیہ ہر نماز بیت اللہ شریف میں ادا فرماتے ہیں۔(یا تو آپ نماز کے وقت اچ میں موجود ہی نہیں ہوتے، نہیں دیکھے جاتے تھے، یا پھر اللہ پاک اپنی قدرت سے اپنے اولیاء کی شکل میں فرشتوں کو بٹھا دیتا ہے)

# حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی اوچ میں آمد

علامہ صفدر رضاء قادری صاحب نے اپنی کتاب میں یہ روایت بھی نقل کی ہے، کہ حضرت سید جلال الدین بخاری سرخ پوش رحمۃ اللہ علیہ کے پرانے دوست ولی کامل حضرت حافظ سید عثمان مروندی رحمۃ اللہ علیہ الملقب حضرت شہباز قلندر آپ سے ملاقات کے لئے اچ تشریف لائے، آپ دونوں کی ملاقات پہلے بھی ثابت ہے۔ آپ نے سوچ رکھا تھا کہ واپسی پر حضرت مخدوم اعظم سے ان کی سب سے پیاری چیز لے کر جائیں گے۔

جب آپ نے دیکھا کہ آپ سب سے زیادہ پیار اپنے صاحبزادے سید علی سے فرماتے ہیں تو وہ یہ والہانہ محبت دیکھ کر آپ نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

کچھ دن قیام کے بعد حضرت شہباز قلندر واپس جانے لگے تو حضرت سرخ پوش نے رخصت کرتے وقت فرمایا تو دل کی بات زباں پر نہ لا سکا لیکن ہم سرگوشی بخوبی سننے کی طاقت رکھتے ہیں میرے سب سے قیمتی چیز میرا بیٹا سید علی ہے اسے اپنے ساتھ لے جاتم دونوں ایک دوسرے کو ولایت کے درجے عطا کرو گے۔ چنانچہ قلندر کو شہباز بنانے والے سید علی تھے اور سید علی کو سرمست بنانے والے شہباز تھے۔

آپ کا مزار سہیون شریف میں ہی موجود ہے۔

علامہ دین محمد عباسی صاحب مرحوم کی تحقیق بھی قابل غور ہے، فرماتے ہیں،

''سید علی سرمستؒ، جن کا مزار سہیون شریف (سندھ) میں ہے، اور جو حضرت لعل شہباز قلندرؒ کے آستانہ کے قریب واقع ہے، وہ سید علی سرمست بخاری ابن سید جلال الدین

سرخ بخاریؒ نہیں ہے۔اس کا شجرہ کچھ یوں ہے۔

سید علی سرمستؒ ابن سید لعل کبیر ابن سید جلال۔۔۔۔۔۔جو سید ابراہیم ابن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد ہے۔ یہ بات جھوٹ اور غلط ہے کہ سید علی سرمست (سندھ والے) ابن سید جلال الدین سرخ بخاریؒ ہے۔''

# وصال حق

سید جلال الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹ جمادی الاول ۶۹۰ھ/مطابق **20** مئی **1291**ء کو عہد جلال الدین فیروز شاہ خلجی بادشاہ دہلی میں وفات پائی۔آپ کی عمر تقریباً ۹۵ سال تھی۔

سنہ وصال لفظ ''مخدوم'' سے برآمد ہوتا ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| م | ...... | ۴۰ |
| خ | ...... | ۶۰۰ |
| د | ...... | ۴ |
| و | ...... | ۶ |
| م | ...... | ۴۰ |
| کل | ...... | ۶۹۰ھ |

# مزارِ مقدس اوّل

یہ بات زیادہ عوام کو معلوم نہیں ہے کہ موجودہ مزارِ مقدس دراصل مخدومِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی تیسری جگہ ہے، وصال کے وقت آپ کو موضع چناب رسولپور نزد سونک بیلہ میں سپرد خاک کیا گیا تھا۔

# مزارِ مقدس دوئم

۹۴۰ھ میں دریا قریب آ جانے کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تابوت دربار سید صدر الدین راجن قتال کے مزار کی حدود میں دفن کیا گیا۔

# موجودہ مزارِ مقدس

موجودہ مقام پر تربت مبارک کو دربارِ عالیہ کے اس وقت کے سجادہ نشین جناب مخدوم حامد محمد نوبہار کلاں نے ۱۰۲۷ھ میں منتقل کیا۔ یہ مغل بادشاہ جہانگیر کا عہد تھا۔

# مزارِ مقدس کی موجودہ عمارت

سید جلال الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ اقدس کی موجودہ عمارت ۱۲۶۱ھ میں نواب بہاول خاں ثالث رئیس بہاول پور نے بنوائی۔ مزار کے احاطے میں ایک کنواں اور تالاب بھی کھدوایا۔ پھر ۱۳۰۰ھ میں نواب صادق محمد خاں رابع نے اس کی مرمت، وسعت اور خوبصورتی کا اہتمام کیا اور مقبرہ کے دروازے پر یہ رباعی درج

کروائی۔

یـــا رب بـــرســـالـــت رسـول الـثـقـلـيـن
یـــا رب بـغـــزا کـــنـــنـــده بـــدر و حـــنـيـــن
عـصـيـان مـرا دو حـصـه کن در عرصات
نيـمـے بـه حسـن بـخـش و نيمے به حسين

# سید حسین جلال الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد

مخدوم اعظم سید حسین جلال الدین حیدر کے پانچ فرزند تھے۔

۱۔سید علی سرمست ۲۔سید شاہ محمد غوث ۳۔سید احمد کبیر

۴۔سید جعفر ۵۔سید بہاؤالدین معصوم

## ۱۔سید علی سرمستؒ:

آپؒ کی ولادت باسعادت ۷۔شوال ۶۲۲ھ ہے۔

آپ نے برصغیر پاک و ہند میں آکر حضرت بی بی رحمت خاتون بنت سید فخر الدین علامہ سے شادی کی اور واپس بخارا چلے گئے۔آپ کے تین بیٹے تھے۔

۱۔ سید بہاؤالدین المعروف بہ بہاول حلیم ۲۔ سید مبارک ۳۔سید موسیٰ

حضرت سید بہاول حلیم کی ولادت ۶۴۰ھ کو بخارا میں ہوئی اور وفات ۷۰۷ھ میں بمقام اوچ شریف ہوئی۔(انساب سادات چونیاں، ص۔۲۹۔۲۸)

جبکہ گلزارِ محمدی ص۔۸۲، نے آپ کی وفات ۷۱۷ھ درج کی ہے۔

آپؒ سید جلال الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ہندوستان سے آئے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ماہ رمضان المبارک ۷۰۶ھ میں ہوئی۔

# ۲۔سید شاہ محمد غوث:

آپؒ کی ولادت باسعادت ۵۔یا۲۶۔شعبان ۶۴۵ھ ہے۔

آ پکی شادی بی بی ودھنی بنت سید سعید اللہ بن سید بدرالدین بھکری سے ہوئی۔

گلزارِ محمدی،ص۔۵۸، میں آپؒ کی زوجہ کا نام ''بی بی دوبنی'' لکھا ہے۔جن سے چار فرزند متولد ہوئے۔سید عبدالغیث ،سید ابوسعید،سید ابوالکریم اور سید شمس الدین شادن اور ایک لڑکی عائشہ تولد ہوئیں۔

وفات ۱۷۔محرم ۷۰۱ھ درج ہے۔سید شاہ محمد غوث کا مزار اوچ میں ہی سید جلال الدین حیدر کی قبر کی دائیں جانب ہے۔

# ۳۔سید سلطان احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ:

سید احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ ۶۸۴ھ میں پیدا ہوئے۔(گلزارِ محمدی،ص۔۶۰ بحوالہ تذکرہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ ازعلامہ دین محمد عباسی،ص۔۷)

اپنے والد بزرگوار سے کسب فیض فرماتے رہے، بیعت وخلافت اپنے والد صاحب سے ہی تھا۔

علامہ عنایت قادری صاحب نے آپ کا تذکرہ کچھ اس انداز میں کیا،'' (اپنے والد بزرگوار کے حکم سے) حضرت آپ صدرالدین عارف کے مرید وخلیفہ بھی ہوئے۔ بڑے عارف ذاکر اور صاحب کرامت بزرگ تھے کشف وکرامات کا اخفاء فرمایا کرتے تھے۔(الدرالمنظوم ص403) ہر وقت خشیت الٰہی کا غلبہ رہتا تھا حضرت مخدوم فرماتے

ہیں کہ وہ کسی وقت خوف کی وجہ سے بستر پر نہیں سوتے تھے۔ سردی اور گرمی میں صرف ایک کپڑا اوڑھ لیا کرتے تھے روزانہ دو قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے ایک دن میں اور دوسرا رات میں، قرآن شریف سے بڑا شغف رکھتے تھے (الدرالمنظوم ص 238) جس وقت احمد کبیر کوئی آیت تلاوت فرماتے تو معلوم ہوتا تھا کہ گویا سینہ مبارک سے نعرے نکل رہے ہیں (ایضاً ص 546)

حضرت صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور سلسلہ سہروردیہ کے نامور بزرگ شیخ جمال خنداں رو اوچی، حضرت احمد کبیر کی حفاظت اور رعایت فرماتے تھے حضرت مخدوم سے روایت ہے کہ ایک موقع پر شیخ جمال نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت جلال بخاری نے کہا تھا کہ میرا فرزند احمد کبیر بڑا با شوق اور عشق الٰہی میں سرشار ہوگا۔ تم اس کی حفاظت کرنا لہٰذا میں اس رعایت کو ملحوظ رکھتا ہوں (ایضاً 550 تا 551) خود احمد کبیر ابتدا میں حضرت شیخ جمال کا کچھ زیادہ خیال نہیں رکھتے تھے ایک مرتبہ حضرت رکن الدین ابوالفتح نے حضرت مخدوم کے ذریعے پیغام بھیجا تو احمد کبیر فوراً حضرت جمال خنداں رو کی خدمت میں پہنچے اور قدم بوس ہوئے اور پھر آئندہ کبھی بے اعتنائی کا اظہار نہیں کیا۔ (ایضاص 551) حضرت احمد کبیر پر غلبہ اور کشف کا یہ عالم ہوتا تھا کہ فرض اور نفل نماز میں بھی نعرہ (آواز) ظاہر ہوتا اور زار، زار روتے تھے۔ (ایضاً ص 550)

(یہ دراصل غلبۂ حال کی صورت میں ہوتا ہے، کیونکہ آپ ''اشد حباً لله'' کے مظہر اتم تھے۔ سلطان الاذکار جاری تھا ہما وقت وجود مبارک کا ہر ہر عضو ذکر الٰہی میں مشغول رہتا، یہاں تک کہ نیند کے عالم میں بھی ذکر جہر کی آوازیں قلب مبارک سے نکلتی تھیں۔ ایسی ہی آوازیں بسا اوقات نماز میں بھی سنائی دیا کرتی تھیں۔)

حضرت سلطان سید احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کا اوچ میں انتقال ہوا' حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ ملفوظ میں انتقال کی کیفیت کے متعلق فرماتے ہیں کہ،

''جس رات میرے والد کا انتقال ہوا میں اس رات موجود تھا اس روز وہ عشاء کی نماز وقت مستحب میں نہ پڑھ سکے' جب آدھی رات ہوئی تو مجھے بلایا وضو کیا اور نماز عشا ادا کی اور ویسے ہی قبلہ کی طرف منہ کر کے جاں بحق تسلیم کی'' حضرت احمد کبیر کا سن وصال بھی معلوم نہ ہو سکا۔

البتہ مقدمہ خلاصۃ الالفاظ میں ڈاکٹر محمد سرور قادری صاحب نے تحریر کیا کہ،

''(حضرت مخدوم جہانیان) فرمودند: چون دعا گو از مکہ مبارکہ در اُچ آمد شیخ نصیر الدین (محمود متوفی در ۷۵۷ھ) از دھلی بہ تتہ می رفت در طلب سلطان محمد بن تغلق (۷۲۵ھ تا ۷۵۲ھ) کہ تفتنی بود در خانقاہ بر مخدوم والد (سید احمد کبیر) آمد و گفت ممد باشید کہ در حق من تفتی است۔ در تتہ می برند۔ مخدوم والد برائی شیخ نصیر الدین ممد شدند چنانکہ در اثنائی راہ باز گشت سلطان محمد (ابن تغلق) نقل کرد۔ شیخ نصیر الدین در باز گشت در خانقاہ مخدوم والد فرود آمد۔ ضیافت کردیم۔ مہمان داشتیم''۔

زیرا کہ وفات سلطان محمد بن تغلقدر سال ۷۵۲ھ بہ وقوع پیوست پس ظاہر است کہ سید احمد کبیر بخاری تا سال ۷۵۲ھ زندہ بود و بعد ازان وفات یافت۔''

( مقدمہ خلاصۃ الالفاظ جامع العلوم، ص۔۱۳۱) یعنی اس سے ثابت یہ ہوا کہ آپ ۷۵۲ھ میں حیات تھے، اس کے بعد ہی وصال ہوا ہوگا۔

مولف تاریخ اوچ (ص97 تا98و140 تا141) لکھتے ہیں کہ حضرت جلال سرخ بخاری کے مزار کے بالکل متصل ان کے فرزند احمد کبیر کا مزار ہے' خود ہی مولف مذکور نے بڑی صراحت سے لکھا ہے کہ حضرت جلال سرخ کا جہاں آج کل مزار ہے وہاں حضرت کا جسد خاکی1026ھ/1617ء میں تیسری مرتبہ منتقل کیا گیا تھا، لہٰذا حضرت احمد کبیر کا مزار اس کے متصل ہونا مختلف سوالات کو جنم لیتا ہے۔

یہ کہ کیا سب مزارات کو منتقل کیا گیا تھا؟ یا ان کا مزار یہاں پر پہلے سے ہی تھا؟

حضرت احمد کبیر کے بہت سے مرید تھے ان کے خلفاء میں شیخ جلال مجرو سلہٹی خاص طور سے مشہور ہیں جنہوں نے بنگال وسلہٹ میں اسلام کی شمع روشن کی اوران کی کوششوں سے اس دور دراز کفرستان میں شجر اسلام بارآور ہوا۔ مشہور ہے کہ وہ احمد کبیر کے بھانجے تھے زمانہ حال کے بعض مورخین کا خیال ہے کہ موپ میں ابن بطوطہ شیخ جلال مجرو سلہٹی سے ملا تھا (شیخ جلال سلہٹی کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو تذکرہ صدرالدین عارف ص 174 تا189' آب کوثر ص355 تا 369 جرنل آف دی پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی (کراچی) جولائی1960ء واکتوبر1960ء)

آپ کے دوفرزند تھے۔ سید جلال الحق والشرع والدین سید جلال الدین حسین المعروف مخدوم جہانیاں جہانگشت اور سید صدرالدین راجن قتال رحمۃ اللہ علیہما۔''

آپ کی رحلت کی تاریخ میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے

آپ نے ۷۔ذی قعدہ ۶۹۱ھ کو رحلت فرمائی۔(انسابِ سادات چونیاں، ص۔۱۳۱) و (تذکرہ حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہانگشت رحمۃ اللہ علیہ از سخاوت مرزا، طبع حیدرآباد، ص۔۱۰)

آپ نے ۷۵۰ھ میں رحلت فرمائی۔ (گلزارِ محمدی، ص۔۶۰ بحوالہ تذکرہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ از علامہ دین محمد عباسی، ص۔۷)

# ۴۔سید جعفر:

آپ بخارا میں ۹۔صفر ۶۲۶ھ میں پیدا ہوئے اور۔آپؒ کی تمام اولاد بخارا میں ہے۔آپ نے دو شادیاں کی تھیں۔پہلی شادی بی بی رحمت خاتون بنتِ سید اشرف شاہ شیرازی سے، جن سے آپ کے تین بیٹے پیدا ہوئے۔

۱۔سید احمد　　۲۔سید عبداللہ　　۳۔سید علی

آپ کی دوسری شادی بی بی عظمت خاتون بنت محمد بقا قریشی سے ہوئی جن سے آپ کے دو بیٹے متولد ہوئے۔اسمائے گرامی علی الترتیب یہ ہیں۔

۱:سید نبی بخش　　۲:سید غلام حیدر

انساب ساداتِ چونیاں (ص۔۲۹)، گلستانِ زہرہ (ص۔۲۳)

گلزارِ محمدی (ص ۵۸) کے مطابق ۷۰۰ھ میں فوت ہوئے۔بخارا میں وفات پائی۔اور وہیں مدفون ہیں۔

بعض کتب میں بلا حوالہ درج ہے کہ بی بی رحمت خاتون بنت سید اشرف شاہ شیرازی سندانی جس سے کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔دوسری بی بی عظمت بنت سید باقر شاہ۔جس سے پانچ بیٹے متولد ہوئے۔سید احمد، سید عبداللہ، سید علی اصغر، سید نبی بخش اور سید غلام حیدر۔

# ۵۔سید بہاوالدین معصوم:

آپ رحمۃ اللہ علیہ چھوٹی عمر میں وفات پا گئے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار موضع چناب رسول پور میں تھا۔لیکن طغیانی دریا کی وجہ سے گم ہو گیا۔(تاریخ اقوام پنجاب)

اگلے صفحات میں پشاور کے مشہور و معروف

خانوادۂ سادات بخاریہ "وڈ پگہ شریف" کے جدامجد

قطب الاقطاب، تاجور مشائخ سرحد

سید فتح محمد شاہ بخاری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

کے مختصر حالات شامل کتاب کئے جارہے ہیں۔

جوجلال الحق والشرع والدین

حضرت سید جلال الدین حسین جہانیاں جہانگشت رحمۃ اللہ علیہ کے گلستان کے ایک مہکتے پھول ہونے کی حیثیت سے پشاور کی سرزمین پر تشریف لائے اور اپنی ولایت، بزرگی، علمی و روحانی رعنائیوں سے پورے خطے کو منور و معطر فرمایا۔

## تذکرۂ قطب الاقطاب، جدالحفاظ، تاجورِ مشائخ سرحد،

# حضرت مخدوم سید فتح محمد شاہ بخاری سہروردی

# المعروف غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۱۳ھ)

### ولادت:

حضرت مخدوم سید فتح محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سرچشمہ علم وعرفان حضرت سید حاجی شاہ بخاری سہروردی کے ہاں اوچ شریف ضلع بہاولپور میں ہوئی آپ نے چھوٹی عمر میں قرآن حفظ فرمالیا دیگر علوم دینیہ مقتدر علماء کرام سے حاصل کئے علوم ظاہریہ کے بعد سلسلہ سہروردیہ میں آپ اپنے پدر گرامی کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے والد گرامی نے سلسلہ سہروردیہ کی اجازت وخلافت سے بہرہ مند فرمایا اور آپ نے سلوک وعرفان کی بلند ترین منازل طے فرمائیں۔

### شجرہ نسب:

آپکا شجرہ نسب اور شجرہ طریقت دونوں حضرت جلال الحق والشرع والدین، مخدوم سید جلال الدین حیدر شیر سرخ رحمت اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ یوں یہ شجرہ مبارکہ سلسلۃ الذھب سونے کی لڑی کہلاتا ہے۔آپ حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے سید محمود نر ناصرالدین اوران کے بیٹے علم الدین بخاری رحمت اللہ علیہم کی اولاد میں سے ہیں۔

سید منور شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بن سید محمد شاہ، بن سید علم الدین ثانی بن سید جلال الدین

ثالث تک تمام مزارات اچ شریف میں ہی ہیں۔اچ شریف کے مزار مبارک میں تمام مزارات پر کتبے نہیں لگے ہوئے،شجرہ نویس اچ شریف خلیفہ شمیم وغیرہ کے مطابق منور شاہ صاحب کا مزار یہیں اچ شریف میں ہے۔لیکن

ڈی آئی خان کا تاریخی قبرستان جو''چاہ سید منور شاہ بخاری''المعروف شیراں والا رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے موسوم ہے۔اوراس علاقہ کی وجہ تسمیہ وہاں موجود ایک ولی کامل کا تاریخی مزار مبارک ہے۔جن کا نام نامی حضرت سید منور شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہے۔چاہ سید منور شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر مجاور اور گدی نشین جناب سید شوکت حسین شاہ صاحب کے مطابق آپ کا دور تو وہی ہے تاہم ان کے پاس کوئی شجرہ موجود نہیں تھا۔احقر کے پاس موجود تمام کتب جن میں حضرت سید منور شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر موجود ہے پیش کرنے پر ان کی تسلی ہوگئی لیکن یہ معاملہ ابھی مزید تحقیق طلب ہے۔

ڈی آئی خان کے قریب ایک قصبہ گوٹھ کالا کے سادات کا دعویٰ بھی یہی ہے کہ یہ سید منور شاہ بن سید محمد شاہ بن علم الدین ثانی ہی ہیں۔تاحال ڈی آئی خان میں مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔

حضرت مخدوم سید غازی فتح محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید منور شا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نبیرہ ہیں۔

محافظ خانہ کے ریکارڈ، **1960** کے بندوبستی رکارڈ کے علاوہ کافی پرانے قلمی نسخہ جات شجرہ جات سادات وڈ پگہ شریف کے پاس موجود ہیں۔آپ کا تذکرہ اب تک **11** سے زیادہ کتب میں چھپ چکا ہے۔ان میں سے سب سے قدیمی کتاب حضرت شیخ قاسم متی رحمۃ اللہ علیہ کی قلمی کتاب''تذکرہ اولیاء افغان''ہے۔جس میں حضرت غازی فتح محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ موجود ہے۔ ہمارے اجداد نے اس کتاب سے اقتباس نقل کئے یہ کتاب کابل لائبریری کے علاوہ بھی کئی جگوں پر موجود تھی مگر فی الحال عاجز کو کابل اور پاکستان کی چیدہ چیدہ

سب لائبریریوں میں نہیں ملی اگر کسی کو اس کتاب کے متعلق علم ہو تو مطلع فرماویں۔

## القابات:

آپ غازی بابا، دادا جی سرکار اور جد الحفاظ کے القابات سے مشہور ہیں۔

القابات کی وجہ تسمیہ:

## غازی بابا:

آپ نے اپنے مریدین اور خلفاء کے ساتھ مل کر اپنے دور میں دین اکبری اور دیگر کفریات کے خلاف جہاد کیا اور فتح و نصرت حاصل ہوئی جس پر آپ کو غازی کا لقب عطا ہوا۔

## دادا جی سرکار:

وڈ پگہ شریف میں حضرت غازی بابا مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے سات میں سے چار صاحبزادوں کی اولاد پچھلی گیارہ پشتوں سے آباد ہے اور اب الحمدللہ وڈ پگہ شریف کی تقریباً 70 فی صد آبادی آپ رحمۃ اللہ کی اولاد ہی ہے۔ جو حقیقی اولاد ہوئی۔ جبکہ علاقہ اور گردونواح میں بسنے والے دیگر قوموں کے لوگ بھی آپ سے فیض یافتہ ہیں اور معنوی اعتبار سے آپ کو دادا جی سرکار پکارتے آئے ہیں۔ یوں پشتوں سے جد اعلیٰ ہونے کی وجہ سے آپ کو دادا جی صاحب، دادا جی سرکار وغیرہ کے اسم مبارک سے یاد کیا جا رہا ہے۔

## جد الحفاظ:

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا فرمان مبارک ہے نا کہ ”میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، کتاب اللہ اور میری عترت“ اسی بنا پر غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ کو بھی قرآن پاک سے بہت لگاؤ ہے۔ صرف اس بات سے ہی اندازہ لگائیے کہ آپ کے سات (7) صاحبزادوں

میں سب کے سب حافظ قرآن تھے، اور اسی طرح پُشت در پُشت بھی یہ سلسلہ چلتا آ رہا ہے، آپ کے مزار مقدس کے احاطہ میں آپ کی اولاد میں سے صرف گزشتہ گیارہ پشتوں میں 360 حفاظ کرام مدفون ہیں جبکہ حفاظ کی تعداد میں اضافہ جاری وساری ہے الحمدللہ۔ اسی بنا پر آپ کو چند قلمی شجرہ جات میں ''جدالحفاظ'' کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔

## پشاور آمد:

اس عظیم خانوادہ کے صاحبانِ دعوت وعزیمت نے کسی ایک مخصوص خانقاہ تک محدود رہنا گوارہ نہیں کیا بلکہ دین اسلام اور سلسلہ سہروردیہ کی تعلیم وتبلیغ اور فروغ کے لئے پاک و ہند کے دور دراز مقامات تک پہنچے اور ظلمت کدہ ہند میں جگہ جگہ ایمان واسلام کی روشنی سے چراغ جلا کر ان کو منور فرمایا حضرت سید فتح محمد بخاری ساری زندگی رشد و ہدایت، جہاد فی سبیل اللہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں مصرف عمل رہے۔ گویا اپنے اجداد حضرت جلال الحق والشرع والدین جناب جلال الدین حیدر سرخ پوش بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ با قاعدہ حضرت بہاوالحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے تبلیغی مشن میں ساتھی تھے اور اس دور میں چہار یار جو مشہور ہوئے، جن میں حضرت جلال الحق جلال الدین سرخ پوش صاحب، حضرت بابا فرید گنج شکر، حضرت حافظ محمد عثمان مروندی لعل شہباز قلندر اور حضرت بہاوالحق بہاوالدین سہروردی ملتانی رحمۃ اللہ علیہم شامل تھے، سب نے مل کر عرب وعجم میں اکٹھے سفر کیا اور دین کی خدمت کی اور حضرت جلال الحق سید جلال الدین سرخ پوش رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تو اسی دین کی تبلیغی مشن میں پورے جہان کی گشت فرما کر جہان گشت کہلائے۔

انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کافی سفر فرمایا صدری روایات کے مطابق آپ دہلی سے پشاور تشریف لائے۔ ۹۸۵ھ میں آپ نے شہر پشاور کا رخ فرمایا شہر سے باہر مشرق کی جانب موجودہ موضع لالہ کلے کے پاس میں اونچی جگہ کا انتخاب فرمایا قیام کے لئے۔ شہر سے باہر قیام کر کے صبح داخل ہونا سنت نبوی بھی ہے۔

سبحان اللہ!!!

قلمی شجرہ جات میں درج ہے کہ دہلی سے کوچ کی ایک وجہ بادشاہ اکبر سے ناراضگی بھی تھی اور تاریخ گواہ ہے کہ اکبر بادشاہ نے دین اکبری یا دین الٰہی کی بنیاد رکھی تھی جس پر تمام اہل حق نے ان سے مخالفت اور علم جہاد بلند کیا تھا۔

صدری روایات کے مطابق آپ کی پشاور تشریف آوری کی خبر سنتے ہی صوفیا سے عقیدت رکھنے والے حضرات یہاں حاضر ہوئے۔ کاکا صاحب اور اخوند پنچو بابا نے بھی دعوت دی، (تاریخی حقائق سے بھی ثابت ہے کہ ہر دو اشخاص حضرت کے معاصرین ہیں۔) جبکہ موجودہ تہکال بالا ارباباں کے اجداد نے بھی بصد عجز دعوت دی۔ جس پر حضرت نے فرمایا کل صبح جو سب سے پہلے جو حاضر ہوا دعوت اسی کی قبول کی جائے گی۔

آپ کا یہ فرمانا عین سنت نبوی کے مطابق تھا۔"جب حجر اسود کے نصب کرنے پر قریش کر سرداروں میں اختلاف ہوا تھا تو سرورِ خوباں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کل صبح جو سب سے پہلے حرم میں داخل ہوا اسے حجر اسود نصب کرنے کا حق ہوگا۔ اگلی صبح سب سے پہلے خود نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود تھے اور آپ نے چادر پر حجر اسود رکھ کر سب کو کونے پکڑوا دیئے تاکہ سب راضی ہو جائیں اور خود اپنے دست مبارک سے حجر اسود نصب فرمایا تھا۔"

مقامی اور نزدیک والے احباب خوش تھے کہ ہم تو گھروں سے نکل کر فوراً آ جائیں گے تہکال وغیرہ کے لوگوں کو پہنچنے میں دیر ہوگی، جن کا بظاہر تہکال سے آنا کافی لمبا سفر تھا، لیکن مشیعتِ ایزدی اور عشق صادق کی وجہ سے تہکال والے احباب قریبی کھیتوں میں ہی پوری رات عبادت میں مشغول ہو گئے اور صبح تہجد کے وقت سب سے پہلے درِاقدس پر پہنچ گئے۔ اس طرح حضرت غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے پہنچنے والے حضرات کی مہمان نوازی قبول فرمائی، ان کی ملکیت میں موجود وڈ پگہ شریف کا علاقہ بھی تھا جو انہوں نے حضرت صاحب کو بخش دیا۔ تاکہ باقی مُحِبّین بھی نزدیک ہونے کی وجہ سے خوش ہو جائیں۔ محافظ خانے

کے رکارڈ میں کچھ اسی طرح درج ہے۔

1860ء کے بندوبست میں منشی گوپال داس کی سربراہی میں ریکارڈ سرکاری طور پر مرتب کیا گیا تھا جس میں کہ سرکاری کارندے یہاں آکر بزرگوں سے تمام رکارڈ اور حد بندی درج کروا کر گئے تھے۔ نیز منشی گوپالداس کی کتاب تاریخ پشاور میں بھی وڈ پگہ شریف کی تاریخ کا ذکر ہے اور وہی تزکرہ محافظ خانہ کے رکارڈ میں زیادہ احسن طریقہ سے درج ہے۔ علامہ صفدر رضا قادری صاحب نے اپنی تصنیف ''تزکرہ سادات بخاریہ'' میں اس واقع کو درج کیا لیکن شاید کمپوزر کی غلطی سے کچھ آگے پیچھے ہو گیا، بحر حال علامہ صاحب نے بہت اچھی کتاب لکھی جس میں تمام اجداد کا ذکر ہوا۔ ہم پر تحسین و تشکر واجب ہے۔ نیز یہ کتاب ہر گھر کی زینت بننے کے قابل بھی ہے۔

وڈ پگہ شریف کی تاریخ کے حوالے سے تاریخِ پشاور میں درج ہے کہ یہ زمین قبل ازیں دو بھائیوں سعادت خان اور فیروز خان کی ملکیت ہونے کی وجہ سے سعدو پھیرو کے نام سے موسوم تھی۔

تاریخ گواہ ہے کہ صدیاں گزرنے کے باوجود بھی علاقے انہی ناموں سے مشہور رہتے ہیں، جن ناموں سے موسوم ہو جائیں۔ ہاں اگر کوئی عہد ساز شخصیت اس علاقہ کو اپنے قدوم برکات سے نواز دے تو علاقہ کے باسیوں کے قلوب واذہان ساتھ ساتھ وہ علاقہ میں منور و تابندہ ہو جاتا ہے۔ جیسے یہ بستی سعدو پھیرو سے وڈ پگہ شریف کے نام سے موسوم ہو گئی۔

## وڈ پگہ شریف کی وجہ تسمیہ:

حضرت سید غازی بابا مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری کے بعد آپ سمیت آپ کے تمام صاحبزادگان، مریدین، خلفاء اور معتقدین عمامہ شریف کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے اور خصوصاً سادات کرام کے عمامہ مبارک بڑے ہوتے جس کی وجہ سے یہ ''علاقہ وڈی پگاں والے'' پر مشہور ہوا اور کثرت کلام سے ''وڈ پگہ'' ہو گیا۔

سید محمد انور شاہ قادری اپنے والد بزرگوار سید عراق شاہ قادری بخاری اور وہ اپنے والد سید

عبدالرحمٰن شاہ صاحب سے روایت کرتے ہیں کہ انگریزوں کے دور میں وڈ پگہ نام تبدیل کر کے دوبارہ پرانے نام "سعدو پھیرو" رکھنے کو کوشش کی گئی تھی۔اس ضمن میں انگریز ڈپٹی کمشنر کو درخواست دی گئی اور پھر وہ آغہ سید منور شاہ صاحب بخاری (برج سادات) کے حجرہ میں تشریف لائے تمام اہل وڈ پگہ اس میں موجود تھے۔ڈپٹی کمشنر نے فریقین کے دلائل سننے کے بعد وڈ پگہ شریف کے نام کو سراہتے ہوئے کہا تھا کہ

**wadpagga is a very good and respectable name**

اور یوں اس نے کاغذات میں یہی نام بحال رکھنے کے آرڈر جاری کئے۔جوتا حال الحمدللہ ولی کامل کی دستار کی نسبت سے وڈ پگہ شریف قائم ہے۔

## تعلیمی وتدریسی خدمات:

حضرت غازی بابا رحمت اللہ علیہ نے اپنی خانقاہ میں تعلیم و تربیت کے لئے تین درجے مقرر فرما رکھے تھے پہلے درجے میں ناظرہ قرآن اور تجوید سکھائی جاتی۔دوسرے درجے میں قرآن پاک کے حفظ کا اہتمام تھا۔جبکہ تیسرے درجے میں کتاب وحکمت کی تعلیم دی جاتی۔

کتب مروجہ کے علاوہ تفسیر مدارک کی روشنی میں قرآن پاک کے مفہوم ومعانی کو دیکھا جاتا،تزکیہ نفس کی عملی تربیت کے ساتھ ساتھ حضرت سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی کتب وملفوظات کا درس دیا جاتا،حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی مشہور کتاب عوارف المعارف بھی پڑھائی جاتی تھی۔

## تصانیف:

حضرت غازی سید فتح محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحب تصنیف عالم دین، محقق،ایک جید حافظ قرآن،ایک مایا ناز معلم و مدرس تھے۔شیخ قاسم متی زئی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "تذکرہ اولیاء افغان" میں حضرت غازی بابا مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ موجود ہے

اور اس کتاب میں با قاعدہ تین تصانیف کا بھی ذکر ہے جو حضرت نے لکھیں۔

یہ کتاب اولیاء افغان سن ١٩٦٠ء کی دھائی تک موجود تھی، روحانی تڑون یا روحانی رابطہ کتاب میں اس کتاب کے حوالہ جات پیش کی ہیں جو 1963ء میں چھپی ہے۔

میرے دادا جان حضرت سید احمد شاہ بخاری رحمت اللہ علیہ (1899ء - 1997ء) جب اس نا چیز کو چند قلمی مخطوطے اور ان کے روزانہ معمولات مطالعہ میں رہنے والی کتب عنایت فرمائیں تو اشک بار ہو کر فرمایا، کہ ہمارے گھر میں قلمی کتب کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود تھا۔ ہر سال اس میں سے ضعیف کتب ہمیں دی جاتیں اور ہم قبرستان میں جا کر گھڑا کھود کر دفنا آتے تھے۔ اب بس یہ چند شجرہ جات اور یہ وظائف وغیرہ کی قلمی کتب ہی موجود ہیں۔

ان کتب میں ایک عربی ادب کی کتاب اور ایک رحمٰن بابا کا دیوان بھی شامل تھا۔ فرماتے تھے میں روزانہ ان دو کتابوں میں سے بھی چند صفحات پڑھ کر نشان لگا تا ہوں اور مہینے میں ان کو بھی دھراتا ہوں تا کہ مجھے یاد رہیں یہ کتابیں۔ موصوف 95 سال کی عمر مبارک میں بغیر چشمے کے قرآن پاک کی تلاوت فرماتے۔ انتہائی وجیہہ اور خوبصورت، سفید اور گھنی دھاڑی پشاوری لنگی کی پگڑی، سرمہ ہر وقت لگا ہوتا اور آپ کی گالوں اور موچوں پر اضافی بال نہیں نکلتے تھے ہر وقت یوں محسوس ہوتا گویا ابھی حجامت کر کے آئے ہوں۔ میں نے ایک بار پوچھا فرمانے لگے یہ اللہ پاک کی طرف سے رحمت ہو گئی حجامت کی زحمت سے بچ گیا ہوں۔ آپ کی کرامات میں سے ایک یہ بھی تھی کہ آپ کو کبھی بچھو یا زہریلی چیز ڈھنگ نہیں مار سکتی تھی اگر کوئی موذی جانور یہ جرایت کرے تو اسی وقت اس جانور کی موت واقع ہو جاتی۔

(اس ضمن میں بچپن کا ایک واقعہ عرض کروں کہ اس نا چیز کو زنبوریوں ڈیموں سے بہت ڈر لگتا تھا۔ چوتھی کلاس میں پڑھ رہا تھا کہ ایک دن ان کے پاس چھپر (حجرہ) میں بیٹھا تھا زنبوریوں کو دیکھ کر ڈر گیا اور گھر جانے لگا جس پر قبلہ دادا جان نے تسلی دی قرآن پاک کی ایک آیت پہلے یاد کروائی پھر دعا فرمائی اور اجازت عطا فرمائی اور کہا اب زنبوریوں کے چھتے کو ہاتھ

سے اتار کر پھینک دو تم کو کوئی زنبوری بفضلہٖ تعالیٰ ڈھنگ نہیں مار سکتی......کامران بخاری)

## کرامات:

یوں تو حضرت مخدوم سید فتح محمد شاہ بخاری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات بارش کی طرح وارد ہوتیں، جو سینہ در سینہ اور کچھ قلمی شجرہ جات میں درج ہیں پر یہاں اختصار کے ساتھ عوام کی توجہ اور شوق کے لئے چند درج کی جاتی ہیں:

## دعا کا اثر آج بھی نسلوں میں قائم ہے

حضرت غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ کا قافلہ جب پشاور کی طرف رواں دواں تھا موضع لالہ کے قریب پہنچنے پر قافلہ میں موجود ایک گائے کیچڑ کے دلدل میں پھنس گئی۔ قافلہ رک گیا مریدین نکالنے کی کوشش میں تھے کہ موضع لالہ کا ایک نوجوان آیا اور اس نے عرض کی آپ مہمان ہیں تکلیف مت کیجئے اور اس نے کیچڑ میں گھس کر گائے کو کھینچ کر باہر نکال لایا۔

حضرت مخدوم غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے نوجوان کے سینے پر ہاتھ پھیر کر دُعا فرمائی کہ اس کی نسل میں پیدا ہونے والے نوجوان پہلوان ہوں۔ آج بھی موضع لالہ میں ایک خاندان ایسا آباد ہے جن کے سینے چوڑے اور عام لوگوں سے لمبے ہیں۔ جفاکشی میں بھی وہ لوگ باقی لوگوں سے زیادہ طاقت ور ہیں۔

جس طرح نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ طیبہ میں جہاں اونٹنی بیٹھ گئی وہاں ہی قیام فرمایا، دادا جی سرکار مبارک علیہ رحمۃ نے بھی سواری رک جانے پر وہیں اونچی جگہ پر قیام کا ارادہ فرمایا۔

## کرامت دوئم: اپنی نگاہ بصیرت سے دھوکا بے نقاب فرمایا:

پشاور کے مضافات اور وڈ پگہ شریف کے نزدیک ہی ایک موضع کندی کالوخیل کی جائیداد پر موضع چمکنی کے لوگوں نے قبضہ کرلیا کہ یہ اراضیات ہماری ہیں۔ مالکان مذکور دادا جی

کے پاس شکایت لے کر آئے ،اس دور میں علاقہ چمکنی مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔آپ نے رقعہ دے کر وہاں موجود سرکاری کارندے کی طرف فیصلہ کے لئے بھیجا،انہوں نے چمکنی کے لوگوں کو بلایا تو وہ حلفاً قسم کھانے لگے اور سینہ پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگے،''قسم ہے ہمیں ہماری اس جان کی کہ یہ مذکورہ زمین ہماری ہے''۔سرکاری کارندے نے یہ ماجرہ سرکار غازی بابا مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو لکھ بھیجا۔آپ نے کشف سے ملاحظہ فرما کر واپس جواب دیا کہ فیصلہ کے لئے دونوں فریقین کو بلائیں جب یہ چمکنی والے دوبارہ اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر جان کی قسم کھائیں تو ان کی جامہ تلاشی کی جائے یا ان کی قمیص اتار دی جائے۔حق واضح ہو جائے گا۔اور آئندہ فیصلہ صرف اللہ جل شانہ کی قسم پر قرآن پاک کے حلف پر فرمایا جائے یہی اسلامی شعار اور طریقہ ہے۔

غازی بابا مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق جب چمکنی کے لوگوں نے پھر سینے پر ہاتھ رکھ کر اپنی جان کی قسم کھائی تو ان کی جامعہ تلاشی لی گئی قمیصیں اتروائیں گئیں تو معلوم ہوا کہ ان کے سینوں پر مینڈک بندھے ہوئے تھے۔تمام لوگ بشمول سرکاری کارندوں کے بہت حیران ہوئے اور قرآن پاک پر حلف لے کر فیصلہ مدعیوں کے حق میں دے دیا۔اور حضرت مخدوم سید غازی فتح محمد شاہ بخاری صاحب کی کرامت دیکھ کر آپ کے مزید معتقد ہو گئے۔

آپ علیہ رحمۃ کی تعلیمات کی وجہ ہے کہ 400 سال سے زیادہ گزر جانے کے بعد آج بھی وڈ پگہ شریف کا بچہ بچہ عشق رسول کا دم بھرتا ہے۔ ہر دوسرا، تیسرا بچہ ثناء خوان رسول ہے،اجداد سے ہی اہل بیت سے محبت،صحابہ کرام کی تعظیم آپ کی تعلیمات میں شامل تھی۔ربیع الاول شریف میں خصوصی محافل کا اہتمام،محرم الحرام میں ایصال ثواب کا خصوصی اہتمام،سفر کے آخری چہار شنبہ میں صدقات اور چوری،۲۲ رجب امام جعفر صادق علیہ السلام کے ایصال ثواب کے لئے ٹکیوں کی نیاز کا اہتمام اور خصوصاً وڈ پگہ شریف میں روزِ اوّل سے گیارہویں شریف پر میٹھے چاولوں کی نیاز حضور سرکارِ بغداد قندیل نورانی ہیکل یزدانی شہبازِ لا مکانی سید عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی سے عقیدت و محبت کا اعلانیہ ثبوت ہے۔اور یہ سلاسل پشتوں

سے اسی طرح چلے آرہے ہیں۔

## تاجدارِ گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب کی آمد:

بقول سید ناصر الدین بخاری کہ ان کے دادا جان سید عزیز الدین شاہ بخاری جو کہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمت اللہ علیہ کے پیر بھائی تھے، فرماتے ہیں کہ تاجدارِ گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وڈ پگہ شریف حضرت غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لائے اور کچھ دیر مراقبہ میں رہے پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا آغا جی صاحب !اس قدر درجہ کمال کو پہنچے اولیاء کرام بہت کم ہیں مگر آپ کے دادا جان کو گوشہ گمنامی زیادہ پسند ہے پشاور جاتے ہوئے اعلیٰ حضرت گولڑوی بگھی رٹانگہ میں پیچھے بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ میں ان کی طرف پشت کرنے کی گستاخی نہیں کرسکتا۔

## وصال حق:

پاکستان کے ثقافتی انسائکلو پیڈیا سرحد کی جلد 2 صفحہ 80,81 پر قاری جاوید اقبال صاحب تحریر کرتے ہیں، ''حضرت غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ اس مقام یعنی وڈ پگہ شریف کو ستائس برس تک رشد و ہدایت اور فیوض و برکات سے منور فرماتے رہے۔ بالآخر 1013ھ میں وصال فرمایا۔

ہر سال ماہ ذوالحجہ کی نو چندی جمعرات کو عرس مبارک رائج ہے، لیکن انتظامیہ عرس کمیٹی دادا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ موسم اور ماحول کے مطابق بعض اوقات ایک آدھ ہفتہ آگے پیچھے کر دیتی ہے۔

## مزار شریف کی تعمیر کے مختلف ادوار

ہمارے اجداد شروع سے گوشہ گمنامی کو پسند کرتے تھے۔ صدری روایات کے مطابق دربار مبارک کو جب بھی تعمیر کرنے کی کوشش کی جاتی تو جو تعمیراتی مٹیریل لایا گیا ہوتا وہ

اگلی صبح دور دور تک بکھرا ہوا پایا جاتا، گویا سرکار مبارک کی اجازت نہیں تھی۔
انیسویں صدی کے شروع میں ایک درویش دہلی سے یہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے میرے مرشد نے یہ مزار اور یہ سبز جھنڈا دکھایا اور فرمایا کہ تم سلوک کی جس منزل میں رک گئے ہو، اب اس کا علاج اور آگے کی منازل صرف یہی ہستی تمہیں طے کرواسکتی ہے۔ تم جاؤ اور ان کے مزار کی خدمت اور مرمت کرو۔ لہٰذا اس درویش نے ایک ٹوکرہ اور بیلچہ لیا اور کام شروع کیا، اردگرد کے کھیتوں سے مٹی لاکر یہاں ڈالتا زمین کو ہموار کرتا، دیکھتے ہی دیکھتے چند ماہ میں مزار شریف کا احاطہ باقی سب قبرستان سے اونچا ہو گیا اور کافی خوبصورتی اور سادگی سے دربار شریف کے حسن میں اضافہ ہوا۔

مزار شریف اب بھی کچہ تھا اور روضہ مبارک پر چھت نہیں تھی۔ 1930ء میں نواب سید شمس شاہ بخاری جو کہ آپ کی اولاد میں سے تھے اور وائسرائے ہند کی طرف سے بلوچستان کے ناظم اعلیٰ تھے، انہوں نے پختہ تعمیر کروائی۔ یہ تعمیر سفید رنگ کی موٹی دیوار اور چاروں جانب خوبصورت چار ستون جن پر چھوٹے انتہائی خوبصورت گنبد تعمیر تھے پر مشتمل تھی۔

وڈ پگہ شریف کے مشہور شجرہ نویس سید نظافت علی شاہ صاحب المعروف شیر بخاری کے مطابق اس زمانے میں چونے سے بنی سفید دیوار کی وجہ سے اردگرد کی پٹھان آبادی آپ کو ''سپین بابا'' سفید بابا کے نام سے یاد کرنے لگی تھی۔ اب بھی دربار شریف کے اوپر چھت کو کھلا چھوڑا گیا۔ کہ کہیں پھر گنبد کے بنانے کی جرات پر میٹریل بکھیرنا دیا جائے!

اس کے بعد انیس سو پچپن یا ساٹھ میں تعمیر کی گئی۔ اس تعمیر میں سید شجاعت علی شاہ، سید عنوان شاہ، طوغان شاہ وغیرہ شامل تھے اور انہوں نے ہی قبور مقدسہ کی دوبارہ تعمیر کے دوران ہر دو قبور حضرت غازی بابا مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے سرہانے جو مزار ہے بڑا جو اب حضرت سید شاہ مراد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے کے مزارات سے پتھر کے کتبے نکلے تھے۔ جن پر حضرت غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ کی پشاور آمد اور سن وصال درج تھیں۔ جبکہ

دوسرے کتبے پر صاحب مزار کا اصل نام اور سن وصال درج تھی۔

ایک اور بے گناہ شخص جو پولیس سے مفرور تھا، شکا اور شکرے کے نام سے جانا جاتا تھا۔ ان کا ذکر بھی کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی جان بچانے دربار شریف میں گھس گیا اور حضرت غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے عرض کی کہ مجھے پناہ عطا کیجئے بے قصور ہوں اور مہلت درکار ہے تا کہ اپنی بے گناہی ثابت کر سکوں۔ قبر انور کے ساتھ لیٹ گیا، پولیس وہاں پر آئی، چاروں جانب قبر انور کے پھرتی رہی، پاس گھڑی رہی لیکن وہ شخص پولیس والوں کو نظر نا آیا۔ کہا جاتا ہے کہ بعد میں اس شخص نے بھی دربار کی تعمیر و تزین میں حصہ لیا تھا۔

بارش اور دھوپ سے محفوظ رہنے کے لئے مزار کے احاطہ میں قبلہ کی جانب ایک برآمدہ بھی تعمیر کیا گیا جو حاجی محمد شریف صاحب نے تعمیر کروایا۔ بقول آغہ جی سید محمد انور شاہ قادری صاحب تقریباً 1965ء کی بات ہوگی جب حاجی شریف صاحب کو سرکاری ملازمت کے معاملہ میں محکمہ کی طرف سے بہت بڑی پریشانی لاحق تھی، وہ روزانہ صبح تہجد کے وقت مزار شریف پر حاضری دیتے اور اسی وقت آغہ جی صاحب بھی بچپن میں اپنی والدہ صاحبہ کے ساتھ جو اپنی منہ بولی بہن کے ساتھ زیارت شفیع بن کر مزار شریف جاتیں تھیں کیوں کہ ان کی بہن کا بھائی قید تھا اور ان پر پھانسی کا آرڈر آ چکا تھا۔ ولی کی کرامت دیکھیں کہ حاجی شریف مرحوم نا صرف بحال ہوئے بلکہ ان کی پروموشن بھی ہوگئی اور وہ پھانسی کا مجرم بھی رہا ہو گیا۔ حاجی شریف صاحب نے اس واقعہ کے بعد یہ برامدہ تعمیر کروایا تھا۔

ایک مخیّر خاتون زوجہ حاجی عالم خان کا ذکر بھی کیا جاتا ہے جن کو حاجن بی بی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، کہ انہوں نے بھی تعمیر کے لئے اچھی خدمت فرمائی۔ دربار شریف کے ساتھ ملحقہ جنازہ گاہ بھی تعمیر کروائی، جامع مسجد کندی اعوان بھی حاجن بی بی نے ہی تعمیر کروائی تھی۔

الغرض مختلف ادوار میں دربار عالیہ کی تزین و آرائش اور تعمیرات کا کام کیا گیا۔ دربار مقدس پر موجود یہ خوبصورت سبز گنبد انیس سو چھیاسی میں تعمیر کیا گیا۔ جس میں قلیدی

کردار سید سجاد علی شاہ بن سید شجاعت علی شاہ صاحب کا تھا۔ گاؤں کے لوگ اور خصوصاً شہر پشاور کے کچھ کاروباری دوست بھی ان کے شریک کار تھے۔ گنبد کی تعمیر میں سید امداد علی شاہ صاحب مرحوم نے بھی بہت دلچسپی لی اور پنجاب سے مستری اور ماہرین کو لے کر آئے تھے۔ اب بھی وقتاً فوقتاً تزین وآرائش، ماربل وغیرہ کا کام جاری ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ مخدوم زمن حضرت غازی سید فتح محمد شاہ بخاری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے خانوادے اور آل میں ان کر برکات جاری فرمادے۔ علماء، حفاظ اور دین مبین کا حقیقی خدمت کرنے والے سادات عطا فرمائے تاکہ عقیدہ حق کی بقاء اور ترویج ہو سکے۔

اس ناچیز نے اس حوالہ سے ''الفتح اکیڈمی اینڈ ریسرچ سینٹر'' کی بنیاد رکھی ہے، یقیناً ہمارے تمام ساداتِ کرام جب جب اپنے اسلاف کی تعلیمات کو سمجھیں گے وہ آگے آئیں گے، اپنے قابل بچوں کو دین کی تعلیم دیں گے، مالی جانی خدمت کرنے میں ہمیشہ کی طرح پیش پیش ہوں گے۔ ان شاء اللہ

# کتابیات:

☆ حضرت سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ، تذکرہ حفاظ پشاور
☆ کرم حسین اچوی، قلمی بحر المطالب فی نسب آل ابی طالب (فارسی)
☆ خلیفہ شمیم عباس اُچ شریف، قلمی رکارڈ شجرہ جات
☆ محمد سخاوت مرزا، تذکرہ حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت
☆ جاوید اقبال قادری، پاکستان کا ثقافتی انسائکلو پیڈیا سرحد
☆ مقصود احمد صابری، انسائکلو پیڈیا آف پاکستان۔ جلد ۵
☆ منشی گوپال داس، تاریخ پشاور
☆ پیر چن شاہ صاحب ضلع بھیرہ ضلع سرگودھا، بحوالہ قلمی شجرات
☆ خلیفہ اختر حسین شاہ داتا مانسہرہ، تحقیقی مواد
☆ پیر سید احمد شاہ بخاری مرحوم (تخت بادشاہان)، قلمی رکارڈ سادات تخت بادشاہان وڈ پگہ شریف
☆ سید انور شاہ بخاری (تخت بادشاہان) تاریخی حقائق وریسرچ
☆ سید نظافت حسین شاہ شیر بخاری خلف سید عنوان شاہ کربلائی شجرہ نویس وڈ پگہ شریف، قلمی وتحقیقی مواد، صدری روایات۔
☆ سید انور شاہ قادری، صدری روایات، زاتی مشاہدات
☆ سید حکیم حسین شاہ بخاری، قلمی شجرہ وتاریخی حقائق، صدری روایات
☆ سید لیاقت علی شاہ صاحب ریٹائرڈ گرداور (نائب تحصیل دار)، تاریخی وقلمی دستاویزات۔ سرکاری محافظ خانہ دستاویزات
☆ عاجز سید کامران علی شاہ بخاری قادری سہروردی، قلمی نگارشات، وشجرہ ہائے ساداتِ بخاریہ قلمی وتاریخی مخطوطات، وصدری روایات